تعلیمات مرزا

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

لوكان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً !

تعلیمات مرزا

پہلے مجھے دیکھئے

دیباچہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی آج پنجاب میں خصوصاً اور ہند میں عموماً بلکہ بیرون ہند بھی زبان زد عام و خاص ہیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی مسعود اور مسیح موعود ہوں' خدا سے ہمکلام ہوں' نبی ہوں' رسول ہوں۔ اس کے سوا انہوں نے کوئی شرعی حکم ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ احکام شرعیہ سابقہ ہی پر عمل کرتے اور بتاتے رہے۔ ہاں! ساری عمر ان کی محض اپنی شخصیت منوانے میں گزری' یہی کہتے رہے کہ میری دعوت کا قبول کرنا ہر مسلمان بلکہ ہر انسان پر فرض ہے۔ چونکہ انہوں نے سب دنیا کو اپنی طرف بلایا اور ایمان لانے کی دعوت دی۔ لہذا سب لوگوں نے ان کے دعویٰ کو جانچنے پر توجہ کی بہت سی کتابیں لکھیں' مباحثات کئے' کسی صاحب نے حیات مسیح پر کتابیں لکھیں' کسی نے آثار قیامت پر۔ خاکسار نے جو کچھ لکھا اس کا بیشتر حصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کے متعلق ہے۔ یہ رسالہ بھی اسی قسم سے ہے۔ اس رسالہ میں پانچ ابواب ہیں۔ جن میں پانچ مضمون درج ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں : (۱)...... صفات مرزا (۲)...... اختلافات مرزا (۳)...... کذبات مرزا (۴)...... نشانات مرزا (۵)...... اخلاق مرزا۔

ناظرین سے استدعا ہے کہ رسالہ ہذا کو پڑھ کر اپنے بھٹکے ہوئے انسانی برادران (مرزائیوں) کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کریں۔ وہ ضد کریں تو ان کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خدا ان کو غلطی سے نکالے۔

نوٹ: مرزائی اخبار اور مرزائی لیڈر خاکسار کو اپنا بدترین دشمن لکھا اور کہا کرتے ہیں۔ میں اس کے جواب میں کہا کرتا ہوں۔ میں دشمن نہیں بلکہ مرزا قادیانی اور امت مرزائیہ کا آنریری مبلغ ہوں جو کلام مرزا کو ناواقفوں تک بے تنخواہ پہنچاتا ہوں۔

ناظرین اس رسالہ کو بغور پڑھ کر امید ہے میرے دعویٰ کی تصدیق کریں گے۔

”ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ۔“ طباعت کے بعد اس رسالہ کا اثر عوام پر جتنا ہوا اتنا ہی اتباع مرزا کو صدمہ ہوا۔ اس لئے انہوں نے اس کا جواب لکھا۔ جس کا نام ہے۔ ”تجلیات رحمانیہ“ مصنف کا نام ہے۔ مولوی اللہ دتہ جالندھری مبلغ قادیان۔

طبع ثانی کتاب ہذا میں اس جواب کا جواب الجواب بھی دیا گیا ہے۔ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام! یہ رسالہ جملہ تصانیف متعلقہ مشن قادیان سے مفید تر ہے۔ آپ صاحبان بھی اس کو مفید پائیں تو اس کام میں حصہ لیں۔ جس کی صورت یہ ہے کہ آپ خود دیکھیں اور مرزا قادیانی کے مریدوں کو دکھائیں۔ ہمدردان اسلام سے بہت کچھ خیر کی امید ہے۔ والسلام!

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسر / محرم ۱۳۵۱ھ / مئی ۱۹۳۲ء

باب اول...... صفات مرزا

۱........... ”میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۷۰، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

۲........... ”میرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

۳........... ”میرے آنے سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۳۲۰، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۴............ ''میں خواب میں اللہ ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں واقعی اللہ ہوں پھر میں نے آسمان بنایا اور زمین بنائی وغیرہ۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۵............ ''خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے۔''

(انجام آتھم ص ۵۵' خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۶............ ''میں خدا کے نزدیک اس کی اولاد کے رتبہ میں ہوں۔''

(اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۹' خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۴۵۲)

۷............ ''میرے منکر مسلمان حرام زادے ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۸............ ''مجھے مردوں کو زندہ کرنے کی اور زندوں کو مارنے کی قدرت دی گئی ہے۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۵۶' خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۹............ ''میری شان میں ہے: '' وما ینطق عن الھوٰی ''یعنی مرزا قادیانی اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶' خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۱۰............ ''اعلموا ان فضل الله معی وان روح الله ینطق فی نفسی . ''جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے نفس میں بولتی ہے۔''

(انجام آتھم ص ۱۷۶' خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

باوجود ان دعاوی کے جن لوگوں نے مرزا قادیانی کے اقوال ملاحظہ کئے ہیں۔ وہ قرآنی اصول کی تصدیق کرنے پر مجبور ہیں۔

''لوکان من عند غیرالله لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً ۰ نساء۸۲''

جو کلام غیر خدا سے ہو اس میں بہت اختلاف ہوتے ہیں۔

پس مندرجہ ذیل اقوال مرزا ملاحظہ ہوں :

دوسرا باب......اختلافات مرزا

اس باب کے جواب میں مجیب نے جو علمی جوہر دکھائے ہیں۔وہ اہل علم کے سننے اور دیکھنے کے قابل ہیں۔ مجیب نے اصولی جواب دو طرح دیئے ہیں۔

ایک یہ کہ جس طرح قرآن میں نسخ ہے۔اسی طرح اقوال مرزا میں بھی نسخ ہو سکتا ہے۔ (تجلیات رحمانیہ ص۲٦'۲۷)

فاضل مصنف کو غالباً دھوکہ لگا ہے۔ وہ جملہ خبریہ اور انشائیہ میں تمیز نہیں کر سکے۔اہل علم جانتے ہیں کہ نسخ احکام یا مناہی میں ہوتا ہے جو جمل انشائیہ ہوتے ہیں۔ جمل خبریہ میں اختلاف ہو تو نسخ نہیں کہا جاتا بلکہ دو میں سے ایک کو جھوٹ کہا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ کل ٹھیک بارہ بجے بارش ہوئی تھی۔ پھر کہے : ''کل بارہ بجے بارش نہیں ہوئی تھی۔'' یہ دو جملے خبریہ ہیں۔یقیناً ان کے اختلاف کا جواب نسخ سے نہیں دیا جاسکتا۔بلکہ یقیناً ماننا پڑے گا کہ دو کلاموں میں سے ایک جھوٹ ہے۔

ناظرین کرام! مجیب صاحب اللہ دتہ قادیانی یوں تو مولوی فاضل کا امتحان پاس کردہ ہیں مگر قادیانی قصر نبوت کی حفاظت کا کام بھی تو بہت مشکل ہے۔اس لئے مجیب صاحب اگر جمل خبریہ اور انشائیہ میں تمیز کرنا بھول جائیں تو محل تعجب نہیں۔ اسی لئے وہ مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے بزبان حال کہتے ہیں :

ساحری کردد وچشم تووگرنہ زیں پیش
بود ہشیارتر از تو دل دیوانہ ما

مجیب نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ مرزا قادیانی کے اقوال میں اختلاف ہو تو ہو الہامات میں اختلاف نہیں۔ (ص٦۵)

جواب الجواب! ہم جانتے ہیں کہ ملہم کے ذاتی اقوال اور الہام الگ الگ ہوتے ہیں۔ ملہم کے ذاتی قول میں غلطی ممکن ہے۔ کیونکہ ملہم پر ہر وقت وحی الٰہی نازل

نہیں ہوتی۔ مگر مرزا قادیانی ایسے ملہم ہیں کہ ہر وقت اور ہر لحظہ روح القدس ان کے ساتھ رہتا تھا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے .... اور انوار دائمی اور استعانت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا یہی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس ہمیشہ اور ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۹۳‘۹۴ خزائن ج ۵ حاشیہ ص ایضاً)

یہ تو ہوا مرزا قادیانی کا برمنائے تجربہ عام قانون۔ جس میں خود بھی داخل ہیں۔ اب ایک اور ثبوت سنئے۔ مرزا قادیانی تو اپنے پر روح القدس کو اس قدر متولی اور حاوی جانتے ہیں کہ عبارتی غلطی بھی ان سے نہیں ہوسکتی۔ فرماتے ہیں :

”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں (مرزا) خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ جل جلالہ (نزول المسیح ص ۵۶ خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴)

ناظرین کرام! ایسا ملہم جو ہر وقت بلا فصل دائم روح القدس کی حفاظت میں ہو۔ جس کی حفاظت خدا اتنی کرے کہ عبارت بھی اسے خود بتائے۔ اس کی نسبت اقوال اور الہام میں فرق کرنا اس ملہم کی ہتک کرنا نہیں تو کیا ہے ؟۔ اسی لئے ہم نے اقوال مرزا کے اختلاف پر آیت قرآنی : ”لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ۔“ لکھی جس پر مجیب نے غور نہیں کیا۔ کیونکہ دل پر بے جا محبت نے غلبہ کر رکھا ہے۔

۱...... حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ خود آئیں گے

”ھوالذی ارسل رسولہ با الھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی

الدین کله ۔ "یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے ...... تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔" (مسیح موعود کے دوبارہ آنے کا اعتراف)

(براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹ خزائن ج ۱ حاشیہ ص ۵۹۳)

اس کے خلاف : "پس دنیا میں مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئے گا۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴ خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

حضرت مسیح علیہ السلام نہیں آئیں گے میں ہی مسیح موعود آگیا ہوں۔

اینک منم که حسب بشارات آمدم

عیسیٰ کجاست تابنہد پا بمنبرم

(ازالہ ہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

مجیب نے اس کا جواب دیا کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے رسمی عقیدہ لکھ دیا تھا۔ اس کے بعد جو لکھا وہ تحقیقی لکھا۔ (ص ۴۷، ۴۸)

جواب الجواب ! مرزا قادیانی زمانہ تالیف براہین میں بھی مدعی مجددیت تھے۔ اسی تجدید میں انہوں نے براہین لکھی اور جناب مسیح کے متعلق جو کچھ لکھا وہ آیت مرقومہ سے استدلال کر کے لکھا نہ کہ رسمی اور شنیدی بلکہ تحقیقی اور تنقیدی علی وجہ البصیرت لکھا۔ چنانچہ براہین کے اخیر میں لکھتے ہیں یہ کتاب خدا مجھ سے لکھاتا ہے۔ یہ بھی مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں اس قدر خدا کی حفاظت میں ہوں کہ :"جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔"

(نزول المسیح ص ۵۶ خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴)

معلوم ہوا کہ براہین کی عبارت بھی اسی اندر کی تعلیم کا نتیجہ ہے نہ کہ رسمی عقیدہ۔

مرزائی دوستو! کیا یہ دعویٰ مرزا قادیانی کا محض بور کے لڈو ہیں ؟۔

۲...... حضرت داؤد کا تخت بحال کرنے آیا ہوں... قول مسیح

”یسوع نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ میں داؤد کے تخت کو قائم کرنے آیا ہوں اور اس طرح پر یہود کو اپنی طرف کھینچنا چاہا تھا کہ دیکھو میں تمہاری بادشاہی پھر دنیا میں قائم کرنے آیا ہوں اور رومی گورنمنٹ سے اب جلد تم آزاد ہونا چاہتے ہو مگر وہ بات نہ ہوئی اور یسوع صاحب نے نہایت درجہ ذلت دیکھی۔ منہ پر تھوکا گیا اور آپ کے اس حصہ جسم پر کوڑے لگائے گئے جہاں مجرموں کو لگائے جاتے ہیں۔ اور حوالات میں کیا گیا۔ پس یہود اور بہت سے لوگوں نے بخوبی سمجھ لیا کہ اس شخص کی پیشگوئی صاف جھوٹی نکلی اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔“ (انجام آتھم ص ۱۲' خزائن ج ۱۱ ص ایضا)

اس کے خلاف : ”ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے خبر دی تھی کہ تو بادشاہ ہوگا۔ انہوں نے اس وحی الٰہی سے دنیا کی بادشاہی سمجھ لی اور اسی بنا پر حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں کو حکم دیا کہ اپنے کپڑے بیچ کر ہتھیار خرید لو مگر آخر معلوم ہوا کہ یہ حضرت عیسیٰ کی غلط فہمی تھی اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت تھی نہ زمین کی بادشاہت۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۸۹' خزائن ج ۲۱ ص ۲۵۰)

نوٹ : پہلے بیان میں اس پیشگوئی کو یسوع کی بناوٹی بتا کر موجب ذلت بتائی۔ دوسرے میں خدا کی طرف سے بتا کر بتاویل پوری ہونے کی اطلاع دی۔ کیا خوب!

اس اختلاف کا جواب مجیب نے یہ دیا ہے کہ پہلا بیان عیسائیوں کے خیال پر ہے دوسرا بیان واقعیت پر۔ (ص ۴۹)

جواب الجواب ! اس تاویل سے دونوں کلاموں کا مضمون کیا ہوا؟۔ یہ کہ عیسائیوں کے جس خیال پر ہنسی اڑائی تھی خود اسی کو واقعی جان کر تسلیم کر لیا۔ تعجب نہیں

عیسائی آپ کا جواب سن کر مرزا قادیانی کو یہ مصرعہ نذر کریں :

خود غلط بود آنچہ تو پنداشتی

ممکن ہے اسی طرح مجیب بھی آئندہ کبھی اپنے عندیہ میں ہمارا ایمان تسلیم کرلیں۔ (خدا وہ دن کرے۔)

۳...... حضرت مسیح کی سخت کلامی

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سے سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔"

(چشمہ مسیحی ص ۱۱' خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

قادیانیو! سنتے ہو : "حضرت عیسیٰ اور علیہ السلام۔" اسلامی اصطلاح میں یہ لقب اس ذات کے ہیں جن کو روح اللہ وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ کہا گیا ہے۔ اسی کے حق میں مرزا قادیانی کو یہ گوہر افشانی ہے۔

مزید کے لئے ہمارا رسالہ : "ہندوستان کے دو ریفارمر" دیکھئے۔

اس کے خلاف : "کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا ہے نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ نہ منہ پر جھاگ آتی ہے۔ ہاں! کبھی بناوٹی غصہ رُعب دکھلانے کے لئے ظاہر کر دیتے ہیں اور دل آرام وانبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ سور' کتے' بے ایمان' بدکار وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ! آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے۔ کیونکہ وہ تو

خود اخلاق سکھاتے اور نرمی کی تعلیم کرتے ہیں۔بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے۔یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے۔بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔"

(ضرورۃ الامام ص ۷ 'خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۷'۴۷۸)

نوٹ : پہلے اقتباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جس قول کی مذمت ہے دوسرے میں اسی کی تحسین ہے۔

مجیب نے یہاں بھی دورنگی دکھائی ہے۔کہتے ہیں حضرت مسیح کے قول پر اعتراض عیسائی نقطہ نگاہ سے ہے اور تحسین اسلامی عقیدے سے ہے۔کیا مجدد اور مسیح موعود کی یہی شان ہے کہ اپنا مضمون در بطن رکھے۔حالانکہ حضرت مسیح کا نام بھی اسلامی اصطلاح میں لکھا ہے۔یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔اس معزز نام کے ساتھ برائی کو ملا کر ذکر کرنا مجیب کے جواب کو رد کرتا ہے۔فافہم!

۴......یسوع مسیح نیک کیوں نہ کہلایا بد چلن تھا

"یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال و چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا بد نتیجہ ہے۔"

(ست بچن حاشیہ ص ۱۷۲ 'خزائن ج ۱۰ حاشیہ ص ۲۹۶)

اس کے خلاف : "جس کو عیسائیوں نے خدا بنا رکھا ہے' کسی نے اس کو کہا۔ اے نیک استاد۔ تو اس نے جواب دیا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔نیک کوئی نہیں مگر خدا۔ یہی تمام اولیاء کا شعار رہا ہے۔سب نے استغفار کو اپنا شعار قرار دیا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۰۷ 'خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۱)

ایضاً : "حضرت مسیح تو ایسے خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے

تھے کہ انہوں نے یہ بھی روانہ رکھا کہ کوئی ان کو نیک آدمی کہے۔“

(مقدمہ براہین احمدیہ حاشیہ ص ۱۰۴ خزائن ج ۱ حاشیہ ص ۹۴)

نوٹ: پہلے حوالہ میں یہ فقرہ موجب مذمت بتایا۔ دوسرے اور تیسرے میں وہی فقرہ باعث مدح قرار دیا۔

اس جگہ بھی مجیب نے عیسائیوں کی پناہ لی۔

چنانچہ لکھا ہے: ”اس فقرہ (منقولہ ست بچن) پر عیسائی نقطہ خیال سے اعتراض ہے۔ دوسرے میں اسلامی نقطہ نگاہ۔“ (ص ۵۶)

جواب الجواب! کیا یہ جواب ہے یا تسلیم؟۔ کیا ایسا کرنے پر عیسائی پادری مرزا قادیانی کا مذاق نہ اڑائیں گے کہ بھلے آدمی جس کلام پر اعتراض کرتے ہو جب اپنی نظر سے دیکھتے ہو تو اسی کی احسن تاویل کرتے ہو۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تمہارا اعتراض غیریت کی نظر سے ہے۔ جو امانت اور دیانت کے خلاف ہے۔

۵...... یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں

”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کوئی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۹ خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۲۹۳)

اس کے خلاف: ”اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے یسوع کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون۔“ یعنے عیسیٰ کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک آدم کی ہے۔ کیونکہ خدا نے آدم کو مٹی سے بنایا پھر کہا کہ تو زندہ ہو جا۔ پس وہ زندہ ہو گیا۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۱۸ خزائن ج ۲۳ ص ۲۲۷)

اس کا جواب بھی وہی دیا کہ جس یسوع کی طرف عیسائیوں نے بہت خرابیاں منسوب کر رکھی ہیں۔ اس کا ذکر قرآن میں نہیں اور عیسیٰ کا ذکر ہے۔

"یسوع اور عیسیٰ دو ذاتیں نہیں۔ ذات ایک ہی ہے۔ مگر ذات کی دو حیثیتیں ہیں۔" (ص ۵۷)

جواب الجواب! معلوم ہوتا ہے مجیب جواب نہیں دیتا۔ بلکہ فرض منصبی ادا کرتا ہے۔ کوئی پوچھے یہ کس نے کہا ہے کہ یسوع اور عیسیٰ دو ہیں یا ایک۔ ہمارا مدعا تو یہ ہے کہ دونوں جگہ یسوع کا نام ہے۔ ایک جگہ کہا ہے کہ یسوع کا ذکر قرآن شریف میں نہیں۔ دوسری جگہ آیت قرآنی یسوع پر لگا کر قرآن شریف میں مذکور بتایا ہے۔ یا للعجب! یہ اختلاف کیوں؟۔

۶...... حضرت عیسیٰ علامت قیامت تھے

"جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "انه لعلم للساعة." تحقیق وہ (عیسیٰ مسیح) قیامت کی علامت ہے۔ یہ نہیں کہا کہ آئندہ کو علامت ہوگا۔ پس یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ (مسیح) علامت قیامت کسی ایسی وجہ سے ہے جو اس کو اس وقت حاصل تھی۔ نہ یہ کہ آئندہ کسی وقت حاصل ہوگی اور وہ وجہ جو حاصل تھی۔ وہ اس کا بے باپ پیدا ہونا تھا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہودیوں میں ایک فرقہ تھا صدوقی۔ وہ قیامت کا منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی معرفت ان کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا بلا باپ ان کی قوم میں پیدا ہوگا۔ وہ ان کیلئے قیامت کے وجود کی علامت ہوگا۔ اسی طرف خدا نے اس آیت: "وانه لعلم للساعة." میں اشارہ کیا ہے۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۹۰ ،خزائن ج ۷ ص ۳۱۶)

نوٹ: مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے باپ پیدائش علامت قیامت ہے۔

اس کے خلاف: "پھر (یہ علماء) کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی نسبت ہے: "وانه لعلم للساعة." جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے ان سے ڈرنا چاہئے

کہ نیم ملا خطرہ ایمان.......... کیسی بدبودار نادانی ہے جو اس جگہ ساعۃ سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ ساعۃ سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰ کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا۔ (اعجاز احمدی ص ۲۱ 'خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۹)

۷...... حضرت مسیح نے الوہیت کا دعویٰ کیا

"مسیح اس کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو' شرابی' نہ زاہد' نہ عابد' نہ حق کا پرستار' خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳ '۲۴)

اس کے خلاف :"انہوں (مسیح) نے اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔" (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳ 'خزائن ج ۲۰ ص ۲۳۶)

مجیب نے یہاں بھی وہی کہا ہے جو پہلے کہہ آئے ہیں کہ پہلا قول علیٰ زعم النصاریٰ ہے۔ یعنی عیسائیوں کا قول ہے کہ مسیح نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ مرزا قادیانی کا اپنا خیال نہیں۔ (ص ۶۰) حالانکہ مجیب نے بطور کلیہ کے یہ لکھا ہے :

"لفظ مسیح اس حیثیت کی نمائندگی کرتا ہے جو اسلام نے پیش کی ہے اور لفظ یسوع اس حیثیت کا مظہر ہے جو عیسائیت پیش کرتی ہے۔" (ص ۳۰)

پس اس تسلیم سے صاف معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی پہلے قول میں بھی اس مسیح کا

اے دوستو! اس نام (مسیح) سے تمہارے وہ اوہام دور ہو گئے جو تم لوگ کہا کرتے ہو کہ مرزا نے جہاں جہاں برائی سے یاد کیا ہے وہ یسوع کو کیا ہے اور یسوع اسلامی نام نہیں۔ ذرا اس عبارت کو دیکھو اور اس کے ساتھ ایک اور حوالہ بھی ملا لو جس کے الفاظ یہ ہیں :"حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔" (کشتی نوح ص ۶۵ خزائن ج ۱۹ حاشیہ ص ۷۱)

اب بتاؤ کہ تمہارا ایمان ایسے قائل کے حق میں کیا فتویٰ دیتا ہے۔ ایمان سے کہنا :"ایمان ہے تو سب کچھ"

ذکر کرتے ہیں جو اسلام کی نمائندگی کرنے والا ہے۔ اس لئے مجیب کا جواب مرزا قادیانی کی تصریح کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

۸...... مسیح کی آمد کا وقت تیرہ سو سال بعد

''مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا۔ جیساکہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔'' (کشتی نوح ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴)

اس کے خلاف: ''اس لحاظ کہ حضرت مسیح حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد آئے یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کا اس زمانہ میں ظہور کرنا ضروری ہو۔''

(شہادۃ القرآن ص ۶۹، خزائن ج ۶ ص ۳۶۵)

نوٹ: پہلے اقتباس میں چودھویں صدی میں لکھا۔ دوسرے میں چودہ سو سال کے بعد۔ یعنی پندرہویں صدی لکھا۔ چودہویں صدی میں اور ''چودہ صدی کے بعد'' ان دو میں جو فرق نہ جانے وہ بعد میں مسیح موعود اور مہدی مسعود بن جائے۔

لطیفہ: مرزا قادیانی چونکہ چودھویں صدی ہجری کے شروع میں آئے تھے۔ حالانکہ ان کو پندرھویں صدی میں آنا چاہئے۔ اس لئے آپ جلدی تشریف لے گئے۔ اب حسب وعدہ پندرھویں میں مکرر تشریف لاویں گے۔ خدا خیر کرے۔

مجیب نے یہاں جو کچھ بھی مرزا قادیانی کی تائید میں لکھا ہے وہ تائید نہیں تردید ہے۔ تردید بھی ایسی کہ کوئی مخالف بھی نہ کرے۔ ناظرین! ہمارے دعویٰ کا ثبوت سنیں:

مجیب نے ہمارے پیش کردہ حوالہ نمبر اول کو یہودی تاریخ بتایا۔ اور حوالہ نمبر دو کو عیسائی تاریخ کہہ کر بتایا ہے کہ ''حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بکرات و مرات اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے۔ (یہ بھی مجیب نے لکھا ہے کہ) ''چودہ سو برس بعد ظاہر'' ہونے کا

مطلب یہ ہے کہ چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ حضرت (مرزا قادیانی) بھی مانتے تھے کہ حضرت مسیح چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے۔" (ص ۶۲)

ناظرین! خصوصاً مرزائی دوست اس عبارت کو خوب یاد رکھیں کہ مجیب نے مرزا قادیانی کا عندیہ اور اعتقاد یہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد تیرھویں صدی کے بعد چودھویں صدی کے اندر آئے تھے۔

اب اس کے خلاف سنئے۔ خلاف بھی ہمارا استنباطی نہیں بلکہ الہامی۔ جناب مرزا قادیانی اپنا الہامی فیصلہ خود فرماتے ہیں:

"مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا۔ جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔" (فتح اسلام حاشیہ ص ۱۴، خزائن ج ۳ حاشیہ ص ۱۰)

مرزائی دوستو! ایمان سے بتاؤ! کوئی مرزائی تم میں ایسا ہے جو حضرت مرزا قادیانی کے الہام کے خلاف کوئی بات قبول کرے۔ ہمارا تو یقین ہے کہ تم لوگ ایسے مرزائی کو احمقی کہو گے احمدی نہیں کہو گے۔ پھر یہ کیا جواب ہے جو تمہارے لائق وکیل اللہ دتہ قادیانی نے دیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی فیصلہ کے خلاف ہے یا نہیں۔ ذرہ انصاف سے کہیو خدا لگتی۔ کیا یہی کتاب ہے جس کی تعریف تمہارے اخبار بے حد کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے ہی دوست ہیں جن کی بابت حضرت شیخ سعدیؒ نے گویا مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے کہا ہے:

ترا اژدہا گربود یار غار
ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

اور سنئے: مجیب نے بڑا زور لگا کر ہمارے پہلے حوالے کو محض یہودیوں کا خیال بتایا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود اس کو بھی خدائی الہام بتاتے ہیں۔ غور سے سنئے فرماتے ہیں:

"سلسلہ موسویہ کی آخری خلافت کے بارے میں تورات میں لکھا تھا کہ وہ سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوگا۔ یعنی اس مسیح پر جس کا یہودیوں کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ کے آخر میں چودہ سو برس کی مدت کے سر پر آئے گا۔" (ایام الصلح اردو ص ۵۲ 'خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۴)

صاف اقرار ہے کہ یہودیوں کو خدا نے بتادیا تھا کہ مسیح موعود (حضرت عیسیٰ مسیح) چودہویں صدی کے سر پر آئے گا۔ یہ مضمون اگرچہ یہودیوں کے حق میں الہامی تھا مگر مرزا قادیانی جیسے الہامی (مدعی الہام) شخص نے جب اس کی تصدیق کردی تو ان کے حق میں بھی الہامی ہوگیا۔ حالانکہ اپنا الہام خود لکھ چکے ہیں کہ: "حضرت مسیح بعد موسیٰ کے پندرہویں صدی میں آئے تھے۔" اب تو اللہ دتہ قادیانی کو بھی ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی سچے ملہم نہ تھے۔ کیونکہ سچے الہاموں میں تعارض اور تخالف نہیں ہوتا۔ (ص ۲۳)

پس ہمارا نتیجہ! صحیح رہا کہ مرزا قادیانی کو حضرت مسیح اول کی طرح پندرہویں صدی میں آنا چاہئے تھا اور وہ قبل از وقت چودہویں صدی کے اندر آگئے تھے۔ اسی لئے وہ جلدی چلے گئے۔ آئندہ پندرہویں میں تشریف لائیں گے تو جو لوگ زندہ ہوں گے۔ وہ مشرف بہ زیارت ہوں گے۔ سر دست تو ہمارا قول یہی ہے کہ:

روئے گل سر ندیدیم وبہار آخر شد

۹......از ماضی کے لئے ہوتا ہے

"واذ قال الله یا عیسی ابن مریم أنت قلت للناس......... الخ۔" اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہوتا ہے اور اس کے اول از موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا۔ نہ زمانہ استقبال کا۔" (ازالہ اوہام ص ۶۰۲ 'خزائن ج ۳ ص ۴۲۵)

اس کے خلاف: "ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں۔ تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو اور

قرآن شریف میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :"ونفخ فی الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ینسلون ٠ "اور جیسا کہ فرماتا ہے :"واذا قال الله یا عیسے ابن مریم أنت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله ٠ قال الله هذا یوم ینفع الصدقین صدقهم ٠"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم 'ص ٦ خزائن ج ٢١ ص ١٥٩)

نوٹ : مباحث مرزائیہ میں وفات مسیح کا مسئلہ بھی پیش آیا کرتا ہے اور مرزائی مناظر وفات مسیح پر عموماً یہی آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے فیصلہ کردیا کہ یہ روز قیامت کی گفتگو ہے۔ پس اس آیت سے اس وقت وفات مسیح ثابت نہ ہوئی۔

مجیب اس جگہ بہت پریشان ہوا ہے۔ اسی لئے اس نے نہ مرزا قادیانی کا مطلب سمجھا نہ ہمارا اعتراض جانا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :"......اذ...... "ازروئے قواعد نحو یہ ماضی ہے اور قرآنی اسلوب سے روز قیامت مراد ہے۔"

ہمارا مقصد یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک ہی آیت :" اذ قال الله "کو گزشتہ زمانہ (ماضی) سے لگایا ہے اور دوسرے حوالہ میں روز قیامت (مستقبل) سے ملایا ہے۔ یہی اختلاف محل اعتراض ہے۔ کیا مجدد اور مہدی اور مسیح قرآن مجید اسی طرح سمجھا سمجھایا کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ خود ہی نہیں سمجھے۔

۱۰......ایک شریر میں یسوع کی روح تھی

"ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵ 'خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۲۸۹)

یسوع کی روح مرزا قادیانی میں تھی

"مجھے یسوع مسیح کے رنگ پیدا کیا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔ اس لئے ضرور تھا کہ گم شدہ ریاست میں مجھے یسوع مسیح کے ساتھ مشابہت

ہوتی۔" (تحفہ قیصریہ ص۲۰'خزائن ج۱۲اص۲۷۲)

قادیانی دوستو! یسوع کی روح جس انسان میں ہو وہ شریر ہو جاتا ہے تو دوسرے قول کا قائل کون؟ :

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کے

مجیب نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ :

"پہلی عبارت میں یسوع کی اس حیثیت کا ذکر ہے جو اسے پادریوں نے دے رکھی ہے۔ دوسری میں اس عبارت کا تذکرہ ہے جو اسے فی الواقع بلحاظ نبی اور رسول ہونے کے حاصل ہے۔ پہلی صورت قابل نفرت ہے۔ دوسری صورت قابل رشک ہے۔" (ص٦٦)

جواب الجواب! ہم تو جانتے تھے مرزا قادیانی ہی کے کلام میں اختلاف ہوتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ ہمارے فاضل مخاطب مصنف بھی ان (مرزا قادیانی) سے اس وصف میں فیضیاب ہیں۔ ابھی چند صفحات پہلے لکھ چکے ہیں :

"مسیح اسلامی حیثیت کا نمائندہ ہے۔ اور یسوع عیسائیت کا مظہر۔" (ص۲۰)

اس تقسیم سے صاف پایا جاتا ہے کہ یسوع نام بہمہ وجوہ (مرزا قادیانی کے نزدیک) شریر النفس آدمی ہے۔ پھر ایسے نام کو اپنے حق میں کہنا اعتراف حقیقت ہے یا کیا؟۔

۱۱...... مسیحی چڑیوں کا پرواز قرآن سے ثابت ہے

"حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزے کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۶۰'خزائن ج۵ ص ایضاً)

اس کے خلاف :"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔" (ازالہ اوہام ص۳۰۷'خزائن ج۳ حاشیہ ص۲۵۶'۲۵۷)

مجیب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جس پرواز کا انکار ہے وہ اصلی زندگی سے پرواز ہے اور جس کا اقرار ہے وہ غیر حقیقی اور عارضی ہے۔(ص ۷۶)

جواب الجواب! اس جگہ ہم علم منطق کے قاعدہ تناقض کے موافق مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ دکھاتے ہیں۔ پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ثابت ہے :

"پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ثابت نہیں۔"

موضوع ایک 'محمول ایک 'نسبت ایک 'وغیرہ ایک 'جو اس کو بھی تناقض نہ کہے اس کا دماغ صحیح ہے یا ماؤف۔ ناظرین خود فیصلہ کریں۔

۱۲...... حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس تھی

"حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گزاری تھی۔"

(راز حقیقت حاشیہ ص ۳٬۲ خزائن ج ۱۴ حاشیہ ص ۱۵۵٬۱۵۴)

ایک سو پچیس برس تھی

"حضرت مسیح صلیب سے نجات پاکر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت عبادت کرتے رہے۔ اور سکھوں کے زمانے تک ان کی یادگار کا ایک کتبہ موجود تھا۔ آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔" (تبلیغ رسالت ج ہشتم ص ۶ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲۹)

ایک سو ترپن سال عمر پائی

"تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا۔ جبکہ حضرت عیسیٰ کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔"

(راز حقیقت حاشیہ ص ۳' خزائن ج ۱۴ حاشیہ ص ۱۵۵)

ایضاً: "اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر خدا سے جاملا۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۲۷' خزائن ج ۲۰ ص ۲۹)

نوٹ: واقعہ صلیب تک ۳۳ اور بعد واقعہ صلیب ایک سو بیس جملہ ایک سو ترپن ہوئے۔ پس عمر مسیح ۱۲۰' ۱۲۵' ۱۵۳ سال ہوئی۔

اس کا جواب مصنف نے ایسا دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض مفوضہ خلافت ادا کرتا ہے۔ ورنہ دل میں شاید ایسا نہ ہو۔ کہتے ہیں:

"تذکرۃ الشہادتین میں یہ بتایا ہے کہ صلیب کے بعد بھی مسیح زندہ رہے۔ اس عبارت کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ حضرت مسیح نے ۱۵۳ سال عمر پائی۔" (ص ۶۹)

جواب الجواب! ہم فقرہ مرزائیہ ناظرین کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ پھر جو بات ان کے فہم عالی میں آئے مانیں۔ وہ فقرہ یہ ہے:

"احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔" (تذکرۃ الشہادتین ص ۲۷' خزائن ج ۲۰ ص ۲۹)

حضرات! اس عبارت میں: "بعد" کا لفظ: "پائی" کے متعلق ہے۔ یقیناً یہی ہے۔ پس عبارت ہذا کے معنی اس عبارت کی طرح ہیں:

"حکیم نور الدین (خلیفہ قادیان) نے بعد وفات مرزا قادیانی سات سال عمر پائی۔"

کیا اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حکیم صاحب کی عمر ساری سات سال تھی۔ اگر

اس مثال میں یہ نہیں تو اس میں بھی نہیں۔ اس میں اگر سات سال بعد وفات کے مراد ہیں تو اس عبارت میں بھی ۱۲۰ سال بعد واقعہ صلیب کے مراد ہے۔ جو پہلی عمر ۳۳ سال ملا کر ۱۵۳ ہوتے ہیں: ”ھذا ما ادعینا.“ اس کے سوا تاویل کرنا اس مصرع کا مصداق ہے: ”ولن یصلح العطار ما افسدالدھر.“

۱۳...... کتب سابقہ سب محرف ہیں

”جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں۔ چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶)

اس کے خلاف: ”یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہی کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔“

(چشمہ معرفت حاشیہ ص ۷۵، خزائن ج ۲۳ حاشیہ ص ۸۳)

اس کے جواب میں بھی مجیب نے کمال دکھایا ہے۔ کہتے ہیں:

”توراۃ انجیل کے محرف ہونے کا بایں معنے انکار ہے کہ ان میں کوئی بھی صداقت نہیں۔ بایں معنی اقرار ہے کہ ان میں جھوٹ ملائے گئے تھے۔“ (ص ۷۳)

ہم حیران ہیں کہ: یہ لوگ اپنی جماعت کی آنکھوں میں کنکریاں دار مٹی کیوں ڈالتے ہیں۔ ایک غیر الہامی کی غلط بات کو سنوارنے کے لئے اتنا زور مارنا جو داناؤں کی نظر میں حالت اضطراری تک پہنچا دے کہاں کی عقلمندی ہے۔ کیا کسی کتاب میں ایسی تحریف کبھی ہوئی بھی؟۔ جو مجیب کہتا ہے۔ مجیب نے اپنے دعویٰ پر مرزا قادیانی کی جو تحریر نقل کی ہے وہ خود مجیب کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں یہ فقرہ بھی ہے:

”سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں۔“ (کتاب چشمہ معرفت ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۳، ص ۲۶۶، مندرجہ تجلیات رحمانیہ ص ۷۱، ۷۲)

بتایئے جو مضمون یا کتاب ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے یا پھینکنے کے لائق ہو اس کو کسی سند میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ جب وہ ایسی ردی ہو چکیں تو اب ان کی بابت اتنی دور ازکار تاویل کرنا جو مجیب نے کی ہے۔ کیا مفید ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ مجیب مع اپنی پارٹی کے فرض منصبی (خدمت خلافت قادیان) ادا کرتے ہیں۔ تحقیق حق سے ان کو مطلب نہیں :

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

۱۴...... طاعون سے فرار کرنا منع ہے

"چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقوں میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے قادیان یا دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔"

(اشتہار لنگر خانہ کا انتظام حاشیہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۷)

اس کے خلاف : "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے اس تجویز کو پسند فرماتے ہیں کہ جب کسی گاؤں یا شہر کے کسی محلہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے محلہ کے لوگ جن کا محلہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلا توقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں۔ اور باہر جنگل کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے۔ رہائش اختیار کریں۔ سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔ عذاب کی جگہ سے بھاگنا انسان کی عقلمندی میں داخل ہے۔ تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت۔"

(مندرجہ ریویو قادیان ج ۶ ش ۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء ص ۳۶۵)

نوٹ : اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مرزا قادیانی حکم دیتے ہیں کہ مقام طاعون کو چھوڑ دو اور کسی محفوظ زمین پر جا بسو۔ پہلی عبارت میں کہتے ہیں اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔ دوسرے میں کہتے ہیں شہر چھوڑ دیں۔

مرزائی دوستو! یہ حدیث دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہیں تلاش کر کے بتاؤ۔

اس مقام پر مجیب نے بغیر تحقیق حق کے محض اپنا فرض منصبی (خدمت خلافت) ادا کیا ہے۔ لہذا اس نے بوجہ محبت مرزا' نہ ہماری منقولہ عبارتوں کو دیکھا ہے' نہ مرزا قادیانی کے الفاظ پر غور کیا۔ اسی لئے ہم نے خلاف کی عبارت بہ نسبت سابق کے زیادہ درج کی ہے تاکہ سیاق و سباق نظر آ جائے۔ مجیب کہتا ہے کہ طاعون زدہ علاقہ اور شہر میں فرق ہے۔ علاقہ سے مراد لیتا ہے مع حوالی شہر یا "اراضی دہ" کہتا ہے۔ جہاں منع ہے۔ اس سے مراد ہے کل علاقہ سے۔ یعنی آبادی مع اراضی سے مت نکلو۔ اور جہاں حکم ہے۔ اس سے مراد ہے خاص مقام طاعون۔ یعنی آبادی۔ چنانچہ اس کی اپنی عبارت یہ ہے :

"پہلی عبارت میں "طاعون زدہ علاقہ" ہے اور دوسری میں "اس شہر کو چھوڑ دیں" ہے۔ نیز پہلی عبارت میں دوسرے علاقہ میں جانے کی ممانعت ہے۔ اور دوسری جگہ یہ نہیں کہا کہ دوسرے علاقے میں چلے جاؤ۔ بلکہ میدان اور کھلی فضا میں جو شہر کی دیواروں سے باہر ہو چلے جانے کا حکم ہے۔" (ص ۴۷)

جواب الجواب! ہم ناظرین کو زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ صرف اتنی توجہ دلاتے ہیں کہ پہلی عبارت جہاں ختم ہے۔ ان الفاظ پر نظر ڈالیں کہ : "اپنے مقامات سے نہ ہلیں" ان مقامات سے مراد یقیناً وہی جگہ ہے جن کو آبادی کہا جاتا ہے۔ جہاں وہ رہتے ہیں۔ دوسرا قول اس کے برخلاف ہے جس کے الفاظ ہیں : "بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں" بتائیں اس کا کیا جواب ؟۔

نوٹ : ہمارے اس سوال کا جواب مجیب نے نہیں دیا کہ یہ حدیث کہاں ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں طاعون پڑے تو اس شہر کو چھوڑ دو۔

قادیانی دوستو! تمہارے حدیث کا پتہ نہ دینے سے کیا ہمارا حق ہے کہ آئندہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو "واضع حدیث" (حدیثیں گھڑنے والا) کا لقب بھی دیا کریں۔ اس کا فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔ حدیث مطلوبہ کا پتہ نہ دینے سے تمہاری طرف سے اجازت سمجھی جائے گی۔

ناظرین کرام! یہ چند اختلافات بطور نمونہ دکھائے ہیں۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان سراپا بے نظام ہوتا تھا۔ دریائے غازی (دریائے سندھ) خاں کی طرح جوش مارتا ہوا نہ بستی دیکھتا ہے نہ ویرانہ بہتا ہی چلا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دماغ ایسا ماؤف تھا کہ اس میں حفظ کی طاقت نہ رہی تھی۔ مزید شہادت کی ضرورت ہو تو ہمارا شائع کردہ رسالہ "مراق مرزا" ملاحظہ کریں۔

مجیب ہماری اس رائے پر بھی خفا ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی کے حق میں ماؤف الدماغ کیوں لکھا۔ افسوس ہے کہ یہاں بھی مجیب نے ہماری پوزیشن کو نہیں سمجھا۔ سنئے ہم مرزا قادیانی کے اقوال دکھا رہے ہیں اور انہی سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ نتیجہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ وہی جو ایسے کلاموں سے مرزا قادیانی نے نکالا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں :

"صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار (یہ لفظ قادیانی اردو میں آیا ہے۔ شاید الہام سے آیا ہو۔) اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔" (کتاب ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲)

ناظرین کرام! جس صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے کلام میں

تناقض ہے۔ تناقض بھی ایسا کہ ان کی اتباع کی ساری کوشش سے بھی رفع نہ ہوسکا تو پھر ہماری رائے پر کیا ملال ؟۔ ہم نہ مرزا قادیانی کے کلام میں اختلاف پیدا کریں نہ ان کو (از خود) پاگل کہیں۔ بلکہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی ہے جو وہ خود فرما گئے۔ انہی معنے میں ہم کہا کرتے ہیں کہ ہم قادیانی مسیح کے مبلغ ہیں۔ مخالف نہیں۔ انما الاعمال باالنیات!

تیسرا باب...... کذبات مرزا

”انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بایات الله۰ النحل ۱۰۵“

ہمارے ہیرو (پنجابی مسیح) مرزا قادیانی کی اختلاف بیانی تو ناظرین نے سنی۔ اب ان کی غلط بیانیاں بھی ملاحظہ ہوں۔

کذب ا... پیغمبروں نے میرے دیکھنے کی خواہش کی

”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

نوٹ: جن پیغمبروں نے مرزا قادیانی کی زیارت کا شوق ظاہر کیا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی سننے کے ہم بھی مشتاق ہیں۔

مجیب نے اس باب کے تین نمبروں (۱،۶،۹) کا مشترک جواب دیا ہے مگر جواب میں باتباع مرزا کمال تدلیس سے کام لیا ہے۔ اس کے الفاظ اس کے دلی ضعف کا حال بتاتے ہیں۔ قرآن مجید سے شہادت دی ہے کہ بہت سے انبیاء کا ذکر ہم کو نہیں بتایا گیا۔

”اس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کا آج یہ مطالبہ کرنا کہ ان نبیوں کے اسماء گرامی بتاؤ۔ سراسر غلط مطالبہ ہے۔ ہاں! مطلق وعدہ اور عمومی ذکر موجود ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ میں یہ حدیث متعدد مرتبہ آئی ہے کہ دجال کے ذکر پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"انی لا نذرکموہ مامن نبیا لاوقد انذر قومہ ولقد انذرہ نوح قومہ." "میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرلیا ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۹ ترمذی ج ۲ ص ۴۶ ابواب الفتن)

گویا سارے نبیوں نے بذریعہ وحی خبر پاکر اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے کہ اس کا فتنہ بہت بڑا ہے۔ اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو دجال کی تو خبر دے مگر دجال کے قاتل (حضرت مسیح موعود) کی خبر نہ دے۔ پس لازماً ماننا پڑے گا کہ تمام نبیوں کو مسیح موعود کی بھی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے مسلم شریف کی مشہور حدیث (بروایت نواس بن سمعان) میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا قاتل قرار دیا ہے۔
.... ان احادیث سے ظاہر ہے کہ دجال کی آمد سے ہر نبی ڈراتا آیا ہے اور دجال کا قاتل مسیح موعود ہے۔ اور یہ تو واضح ہی ہے کہ دجال سے ڈرانے کے معنے یہی ہیں کہ اس کے مکرو دجل سے آگاہ کر کے اس سے بچنے کی ہدایت کرنا اور اس کے حشر کا بتانا منظور رہے۔ اور اس بیان کیلئے مسیح موعود کا ذکر ایک جزو لاینفک ہے۔ چنانچہ کتب سابقہ موجودہ میں بھی جہاں دجال کا ذکر ہے۔ وہاں پر مسیح موعود کا بھی ذکر ساتھ موجود ہے۔ پس ان احادیث سے اشارۃ النص[۱] کے طور پر ثابت ہے کہ ہر نبی نے مسیح موعود کے متعلق وعدہ کیا تھا۔ اگر مولوی ثناء اللہ تمام نبیوں کا انداز عن الدجال نام بنام دکھاوینگے تو ہم اسی جگہ سے نام بنام نبیوں کی طرف سے مسیح موعود کی بعثت کا وعدہ بھی دکھاویں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ! (ص ۸۳، ۸۴)

جواب الجواب! ہم اس موقع پر متردد ہیں کہ مجیب کو دھوکہ خور کہیں یا دھوکہ دہ نام رکھیں۔ مناسب ہے کہ اصل حقیقت کھول کر اس کا فیصلہ ناظرین اور خود مجیب

---

[۱] اشارۃ النص میں لفظی ترجمہ مفہوم ہوتا ہے۔ یہاں یہ نہیں معلوم ہوتا۔ مجیب نے سنے سنائے حقیقت سے ناواقفی میں اشارۃ النص لکھ دیا۔ جیسے ان کے نبی (مرزا) نے سنائے دلیل انی اور لمی لکھ گئے ہیں۔ (چشمہ معرفت ص ۵۶، خزائن ج ۲۳ ص ۶۴)

پر چھوڑ دیں۔ سنئے! آنحضرت ﷺ کے منہ سے سابقہ انبیاء کی تعلیم دو طرح سے ذکر ہوتی تھی۔ ایک بطور دلیل۔ دوم بطور تعلیم اعتقاد۔ اعتقاد متفرع ہوتا ہے ایمان پر۔ ایسی صورت میں ان سابقہ انبیاء کا جاننا ضروری نہیں۔ بلکہ فرمان نبوت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کافی ہے۔ مثلاً ارشاد ہے: ”ولقد وصینا الذین اوتوالکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ ۔ النساء ۱۳۱“ ...... ”یعنی ہم (خدا) نے تم سے پہلوں کو اور تم کو بھی یہی ہدایت کی ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔“

اس قسم کی تعلیم میں سابقہ انبیاء کا یا قوموں کا ذکر دراصل تعلیم اعتقاد ہے۔ مخالفوں کے سامنے بطور دلیل وبرہان نہیں۔ اس لئے ایسے مواقع میں ان انبیاء کا جاننا کہ کون کون تھے ضروری نہیں۔ لیکن جہاں کسی نبی کا قول بطور دلیل نقل ہو وہاں ان کا جاننا ضروری ہے۔ جیسے حضرت مسیحؑ کا قول نقل ہے:

”مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد ۔ الصف ٦“

اب یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ مرزا قادیانی نے سابقہ انبیاء کرام کا ذکر کس پیرائے میں کیا ہے۔ آیا بطور دلیل کیا ہے یا بطور تعلیم اعتقاد کہا ہے؟۔ اس کے لئے خود مرزا قادیانی کی عبارت کافی ہے۔ جو یہ ہے:

”میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے۔ اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہو سکتے۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲' خزائن ج ۲۰ ص ۶۴)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی مخالفوں کے سامنے بطور دلیل صداقت سابقہ انبیاء کرام کا ذکر کرتے ہیں نہ بطور تعلیم عقیدہ۔ اس لئے ضروری ہے کہ مخالفوں کو ان انبیاء کرام کا اور ان کے اس فعل کا علم ہو تاکہ وہ اس علم کے بعد مرزا قادیانی پر

ایمان لائیں۔

برخلاف اس کے مجیب نے جتنے حوالے نقل کئے ہیں۔ وہ سب بطور تعلیم اعتقاد ہیں۔ ان میں ایسا جاننا ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ ایمان پر متفرع نہیں۔

ناظرین! جو ان دو میں فرق نہ کرے وہ دھوکہ خوریا دھوکہ دہ ہے۔ اس کا فیصلہ آپ ہی فرمادیجئے۔

کذب ۲... سو سال تک قیامت آئے گی

"ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آئے گی۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۵۲، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

نوٹ: آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے سو برس تک قیامت بتانے والی حدیث کو ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ امت مرزائیہ اس حدیث کا پتہ دے۔ ورنہ مشہور حدیث: "من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعده فی النار." سے خوف کریں۔

جو کوئی مجھ (رسول اللہ ﷺ) پر جھوٹ لگائے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ (حدیث)

اس کے جواب میں مجیب نے تسلیم کیا ہے کہ: "یہاں قیامت کبریٰ مراد نہیں۔ بلکہ قیامت صغریٰ یعنی موجودہ قرن (طبقہ) کی قیامت۔" (ص ۸۶)

جواب الجواب! اگر مرزا قادیانی ایسا لکھتے جو مجیب نے لکھا ہے تو ہم ان پر کذب کا الزام کیوں لگاتے۔ مگر انہوں نے تو یہ غضب کیا کہ یہ فقرہ لکھ مارا:

"سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔"

ہمیں تو یہ فکر ہوئی کہ منکرین اسلام مرزا قادیانی جیسے مسیح اور مہدی اور سلطان

المتکلمین کا یہ بیان سن کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی تکذیب پر اس بیان کو ایک زبردست دلیل نہ بنالیں اور کھلے لفظوں میں کہتے پھریں۔

دیکھو جی پیغمبر اسلام کی پیشگوئی کیسی جھوٹی نکلی کہ بجائے سو برس کے آج ساڑھے تیرہ سو سال ہوگئے قیامت نہ آئی۔ پھر اس کے کذب میں کیا شبہ؟۔ پھر ہم اس کے جواب میں کہتے پھرتے کہ: "اصل بیان میں کذب نہیں۔ اس کے ناقل میں کذب ہے۔ فافہم!"

کذب ۳... ہذا خلیفۃ اللہ

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: "هذا خليفة الله المهدی." اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

نوٹ: یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ اتباع مرزا دکھائیں تو ہم مشکور ہوں گے۔

اس نمبر کے جواب میں بھی مجیب نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ: "بخاری کے حوالہ کا ذکر صرف سبقت قلم ہے۔ اسے کذب قرار دینا ظلم ہے۔" شاباش! یوں چلا کرو۔

نوٹ: ہمارے پنجاب کے جاٹ کسی شخص کی تکذیب کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیتے ہیں: "تمہاری بات جھوٹی ہے" یا "تم جھوٹ بکتے ہو" مگر لکھنوی نزاکت پسند اور لطافت گو کہا کرتے ہیں۔

"واللہ میں افسوس کرتا ہوں کہ میں جناب کے ارشاد سے متفق نہیں۔" مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ آپ کی بات جھوٹ ہے۔ قادیانی مجیب نے قادیان کے نمک کا لحاظ رکھ کر کیا لطافت سے کہا ہے: "بخاری کا نام سبقت قلم ہے"

اللہ اکبر! سبقت بھی دست مرزا کی نہیں، قلم مرزا کی۔ کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے:

مجھے قتل کرکے وہ بھولا سا قاتل
لگا کہنے کس کا یہ تازہ لہو ہے

کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے
کہا بھول جانے کی کیا میری خو ہے

نوٹ: اگر مرزا قادیانی آنجہانی سے سبقت قلم ہوئی ہے تو ان کے اتباع اسے درست کردیں۔ مگر وہ بھی کیسے کریں ان کا تو اصول ہی یہ ہے:

مامریداں رویسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رویسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

کذب ۴... یخرج دجال

"نسائی نے ابوہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے: "یخرج اخرالزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلودالضان السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذیاب یقول اللہ عزوجل ابی یغترون ام علی یجترون" یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا... الخ۔ (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۲۱۱)

نوٹ: یہ حدیث (دال) کے ساتھ (دجال کی صورت میں) حدیث شریف کی کسی کتاب میں نہیں البتہ (ر) کے ساتھ (رجال کی صورت میں) آئی ہے۔

اس نمبر میں مجیب نے جس کیفیت سے اپنی دیانت اور امانت کا جنازہ اٹھایا ہے قابل افسوس ہے۔ لکھا ہے:

"گویا(گویا نہیں یقیناً) صرف دجال اور رجال کے دال اور راء کا اختلاف ہے اور مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ دال کے ساتھ دجال کی صورت میں یہ حدیث شریف کی کسی کتاب (کسی صحیح کتاب میں نہیں۔) میں نہیں۔ اس لئے ہم کتاب کا حوالہ لکھ دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (کنزالعمال جلد ۷ مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ حیدر آباد دکن) جلد سابع ص ۸ "یخرج فی آخرالزمان دجال یختلسون بالدین یلبسون للناس جلودالضان.......... الخ۔ ن عن ابی ہریرۃ" قلمی نسخہ میں بھی دجال بالدال صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔ مخدوم بیگ عفی عنہ مدرس مدرسہ نظامیہ۔" (ص ۹۲) (خدا کی شان ہے۔ چونکہ مجیب نے مرزا قادیانی کے کذب کو صدق ثابت کرنے کا تہیہ کیا۔ اس لئے خدا نے اس کو بھی کذب سے آلودہ کیا۔ یعنی ص ۸ پر یہ روایت نہیں بلکہ ص ۱۷۴ پر ہے۔ مؤلف)

جواب الجواب! ہم جانتے ہیں اور اعتراض کرنے سے پہلے ہی جانتے تھے کہ کنزالعمال مطبوعہ حیدرآباد دکن میں یہ روایت "دال" کے ساتھ ہے۔ مگر یہ گمان ہم نہ کرتے تھے کہ کوئی قادیانی کذب کا اتنا حامی ہوگا جو اس دال کی حمایت بھی کرے گا۔ الی اللہ المشتکیٰ!۔ سنئے! جس مطبوعہ کتاب سے آپ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس کے چھاپنے والوں نے اس کتاب کے غلط ہونے کے حق میں خود اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"حیث ان النسخ المنقولة عنها کثرت فیها التصاحیف والاغلاط ولم نجد نسخة جمع الجوامع ولا الزیادات فلم نقدر علی ا لتصحیح التام واملاء البیاضات التی ترکت فی الاصل فالما مول ممن قدر علی ذلك ان یکملها ویصحها ولا یجعلنا هذا فلسهام الظعن هذا والسلام! جلد ۸ ص ۳۵۰"

بتایئے! جس کتاب کا ناشر (پبلشر) اس کی صحت کا ذمہ دار نہ بنتا ہو آپ ایسی کتاب کو سند میں کیونکر پیش کرتے ہیں؟۔ اور سنئے!

اسی کنزالعمال کا ملخص "مسند احمد" کے حاشیہ پر مصر میں چھپا ہے۔ یہ تو یقینی بات ہے کہ مصر میں بہ نسبت ہندوستان کے تصحیح زیادہ ہوتی ہے۔ اس ملخص میں یہ حدیث درج ہے۔ اس میں رجال (بالراء) مرقوم ہے۔ (مسند احمد ج۶ ص۱۱)

علاوہ اس کے خود لفظ بتارہا ہے کہ مرزا قادیانی کی منقولہ عبارت غلط ہے۔ کیونکہ دجال (بالدال) صیغہ مفرد ہے اس کیلئے صیغہ جمع (یختلسون) نہیں آسکتا۔ اس بات کو ادنیٰ طالب علم بھی جانتے ہیں۔ لیکن خود غرضی کابرا ہو کہ دہ باخبر انسان کو بھی بے خبر کر دیتی ہے۔

کذب ۵... حضرت ابوہریرہؓ

"تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فہم قرآن میں ناقص تھا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص ۲۳۴، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰)

نوٹ: تفسیر ثنائی سے مراد اگر وہ تفسیر ہے جو علم کے لحاظ سے ثنائی (مصنفہ خاکسار ابوالوفا ثناء اللہ) ہے تو صریح جھوٹ ہے اور اگر تفسیر ثنائی سے مراد وہ ہے جو مصنف کے لحاظ سے ثنائی ہے۔ یعنی مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم موسومہ تفسیر مظہری ہے تو بھی جھوٹ ہے۔ اس میں بھی یہ فقرہ ہرگز نہیں۔ قادیانی دکھائیں تو شکریہ لیں۔

اس کے جواب میں مجیب نے کمال باطل کوشی کی ہے۔ بہت سی ادھر ادھر کی کہتے ہوئے لکھا ہے کہ :"حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ابوہریرہ کو ناقص فہم کہنے اور تفسیر ثنائی کی طرف نسبت کرنے سے الفاظ کا دعویٰ تو یہ کیا تھا۔ بلکہ ایسی عبارتوں میں مفہوم مراد ہوتا ہے۔ تفسیر مظہری (ثنائی) میں حضرت ابوہریرہؓ کی اس تاویل کو ان کی ایک خطا قرار دیا گیا ہے۔" (ص۹۴)

مطلب یہ ہے کہ چونکہ ایک جگہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم نے حضرت ابوہریرہؓ کی تفسیر سے اختلاف کیا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو حق حاصل ہوگیا کہ ابوہریرہؓ صحابی کو ناقص الفہم لکھ دیں۔ بہت خوب!

مرزائی دوستو! ذرہ ہوش سے سننا:

مرزا قادیانی نے سورہ مریم کی آیات متعلقہ ولادت حضرت مسیح سے یہ سمجھا ہے کہ: ”حضرت مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۶۸ خزائن ج ۱۷ص ۲۰۲) ان کے راسخ الاعتقاد مرید محمد علی لاہوری اور ڈاکٹر بشارت احمد وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ باپ سے تولد ہوئے تھے۔ اس پر ہمارا حق ہے کہ ہم یہ لکھ دیں کہ: ”محمد علی لاہوری کہتے ہیں مرزا قادیانی قرآن فہمی میں ناقص الفہم تھے؟۔“

مرزائیو!

آنچه بخود نه پسندی بدیگراں مپسند

کذب ۶ ... سارے نبیوں کی زبانی وعدہ

”ہاں! میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں۔“ (فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۵۱)

نوٹ: سارے نبیوں کے وعدہ کو ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔

کذب ۷ ... میں خدا کی مانند ہوں

”اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے۔ بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیئل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت

بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند۔"

(اربعین نمبر ۳ حاشیہ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ حاشیہ ص ۴۱۳)

اس کے جواب میں مجیب بڑا پریشان ہوا ہے جو کچھ کہا اس کا ملخص یہ ہے :

"حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں :"تخلقوا باخلاق الله "اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ تو کیا اس آیت اور اس حدیث کا یہ منشاء ہے کہ خدا بن جاؤ۔ نہیں بلکہ علیٰ قدر مراتب مشابہت پیدا کرنا مراد ہے۔ اسی طرح دانیال کی پیشگوئی میں ہے۔ اس پر اعتراض کیسا؟۔ (ص ۱۰۰)

جواب الجواب ! تخلقوا والی حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ مخلوق پر رحیم ہے تم بھی حسب مقدور رحم کیا کرو۔ جس طرح خدا ستار العیوب ہے تم بھی حتی المقدور پردہ پوشی کیا کرو۔ یہ تو نہیں کہ تم خدا کی مانند بن جاؤ۔ اچھا اگر کوئی شخص کسی مرزائی عالم کو کہے تم بھی مرزا قادیانی کے اخلاق سیکھو۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہوں گے کہ تم مرزا قادیانی کی طرح نبی' رسول' مہدی' مسیح' کرشن وغیرہ بن جاؤ ؟۔ ہرگز نہیں پس "تخلقوا" کے معنے بھی یہ نہیں کہ خدا کی مانند بن جاؤ بلکہ یہ ہیں کہ خدا کی صفات میں سے حسب طاقت بشریہ بہرہ یاب ہو۔ نہ کہ خدائی کے مدعی بن بیٹھو۔

کذب ۸ ... میں خواب میں اللہ ہو گیا

"رائیتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو" میں نے خواب میں دیکھا میں (مرزا قادیانی) اللہ ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اس نمبر کے جواب میں مجیب نے ایک حدیث پیش کی ہے جس میں ذکر ہے کہ مومن جب نوافل بہت پڑھتا ہے تو خدا اس کے کان' آنکھ ہو جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ

مولانا اسماعیل شہید کا قول لکھا ہے کہ عشق الٰہی کے دریا میں تیرنے والا کبھی انا الحق کہہ اٹھتا ہے کبھی "لیس فی جبتی سوی الله." کہتا ہے۔ اس سے نتیجہ نکالا ہے:

"یہ ایک فناء الفناء کا مقام ہے۔ جس سے خشک زاہدوں کو کوئی نسبت نہیں۔"

جواب الجواب! حدیث شریف کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ بندہ اپنے کانوں' آنکھوں اور ہاتھوں کو میرے کام میں لگا دیتا ہے۔ میری مرضی اس کی مرضی ہوتی ہے۔ اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود خدا بن جاتا ہے۔ مولانا شہید مرحوم نے بھی دراصل وہی کہا ہے جو حدیث کا مطلب ہے: "لیس فی جبتی." سے مراد دل ہے۔ یہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے دل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہیں۔ امنا وصدقنا!

انا الحق کہنے کی صحیح تشریح یہ ہے کہ دراصل حکایت من الواجب ہوتی ہے۔ یعنی: "قال الله انا الحق لاغیری." بالکل صحیح ہے۔ ہم حیران ہیں کہ مرزا قادیانی منہاج نبوت پر آنے کے مدعی ہیں۔ لیکن وہ ایسے الفاظ موہم شرک بولتے ہیں۔ جو کسی نبی کے منہ سے کبھی نہ نکلے ہوں۔ لطف یہ ہے کہ اسی حوالے کے قریب ہی یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اسی حالت میں خدائی میں آسمان اور زمین بنا دیئے۔ اور میں نے کہا اب ہم آدم کا سلسلہ پیدا کریں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۵' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

کیا یہ فناء الفناء ہے یا اوعابتا؟۔

کذب ۹ ... تمام نبیوں نے میرے آنے کی خبریں دیں

"میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے۔ وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔" (تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲' خزائن ج ۲۰ ص ۶۴)

کذب ۱۰... خدا قادیان میں

"خدا قادیان میں نازل ہو گا۔" (البشریٰ حصہ اول ص ۵۶ تذکرہ ص ۷ ۴۳ طبع ۳)

کذب ۱۱... خدا خود اتر آئے گا

"اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا۔ جیسا کہ فرماتا ہے: "یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام." یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۵۴ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸)

یہ آیت کون سے پارہ کی ہے ؟۔

ناظرین کرام! یہ نمونہ ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی کے کذبات تو بے حساب ہیں۔ باب دوم اور باب سوم کو خوب یاد رکھئے۔ کیونکہ ؟ :

مرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

نمبر ۱۰ کا جواب نہیں دیا۔ نمبر ۱۱ کی بابت ادھر ادھر کی ہٹا کر مطلب کی بات اتنی کہی کہ: "قادیان کو رحمت الٰہی اور انوار آسمانی کا مہبط بنایا گیا ہے۔ ایسا ہی نشانات کی کثرت نزول الرب کی ظاہری علامت ہے۔" (ص ۱۰۵)

مطلب یہ کہ ظاہر الفاظ مراد نہیں بلکہ تاویل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مجیب نے ہماری بات نہیں سمجھی۔ آپ پھر غور کریں۔ مرزا قادیانی کا قول ہے :

"گویا خدا زمین پر خود اترے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: "یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام.................. الخ." اس عبارت میں دو کذب ہیں :

(۱)............ بڑا بھاری کذب یہ ہے کہ جو الفاظ خداوندی کہہ کر نقل کئے ہیں۔

یعنی :"یوم یأتی ." یہ قرآن مجید میں نہیں ہیں۔

(۲)........... دوسرا کذب یہ ہے کہ اس مکذوبہ آیت کو مکذوب مصداق پر لگایا۔ یعنی اس کو اپنے حق میں چسپاں کیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہی نہیں کہ خدا بادلوں میں آئے گا۔ مختصر یہ ہے کہ آیت جھوٹی بنائی' ایک کذب۔ اس کو اپنے حق میں لگایا' دوسرا کذب۔

ندامت : مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب کو صدق بنانے کے لئے مجیب نے بڑی جرات کی مگر اس جگہ اس سے یہ ہمت نہ ہوئی کہ ہماری مطلوبہ آیت قرآن مجید میں دکھا دیتے۔ حالانکہ ہم نے اسی صفحہ پر تقاضا کیا تھا۔ جو مجیب نے پڑھا اور (حقیقت الوحی ص ۱۵۴' خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸) سے عبارت نقل کی۔ مگر مکذوبہ آیت کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ باوجود اس کے کہتے ہیں :"ہم جملہ اعتراضات سے فارغ ہوگئے۔" (ص ۱۰۵)

آپ نے جو جواب دیئے۔ استاد غالب ان کی پہلے ہی تصدیق کر گئے ہیں :

غالب تمہیں کہو کہ ملا ہے جواب کیا
مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے

نوٹ : فاضل مجیب نے خوب لکھا ہے کہ :

"مصنف تعلیمات مرزا نے ساری عمر کی کدوکاوش کے باوجود جو تعداد (کذبات) درج کی وہ گیارہ ہے۔" (ص ۸۰)

محدثین کے اصول پر کسی راوی کا حدیث میں ایک جھوٹ بھی ہمیشہ کے لئے باعث ذلت ہوتا ہے۔ آج کل کی عدالتوں میں بھی ایک ہی دفعہ کا جھوٹ باعث رسوائی ہے۔ مگر قادیانی عرف عام میں گیارہ کی تعداد بھی کم ہے۔ کیوں ؟۔

پنجابی کہا کرتے ہیں :"جاٹ کی پینتالیس پتیں ہوتی ہیں۔"

یعنی جاٹ کی پینتالیس عزتیں ہوتی ہیں۔ اس لئے ایک دو کے جانے سے اس کا

کوئی خاص نقصان نہیں ہوتا۔

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے' کیا

اطلاع :ناظرین!یقین کیجئے یہ گیارہ کا عدد بطور مثال ہے۔ان میں حصر نہیں۔

چوتھا باب...... نشانات مرزا

اس باب میں وہ امور ذکر ہوں گے جن کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا معیار بتا کر ملک کی عام زبان (اردو) میں شائع کئے ہیں۔ ہم ان کو بلا تاویل و تحریف اصلی صورت میں پیش کرتے ہیں :

۱... مسیح موعود کے وقت اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا

"هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله ." "یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۸'۴۹۹'خزائن ج ۱ حاشیہ ص ۵۹۳)

اس نمبر کا جواب الگ نہیں دیا۔ کیونکہ اس میں جواب کی گنجائش نہیں۔ عبارت صاف ہے۔

۲... میرے زمانہ میں تمام اقوام ایک قوم مسلم ہو جائے گی

"چونکہ حضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت الاقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک

پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔ اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔ جب تک وہ پیدا نہ ہو لے۔ کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوۃ کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اور وہ ہے: ”ھوالذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله ۔“ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲،۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۰،۹۱)

نوٹ: ناظرین! کیا ایسا ہو گیا کہ تمام اقوام دنیا اس مدعی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں ایک ہی قوم بن گئیں؟۔ فیصلہ بالانصاف ناظرین کے ہاتھ ہے۔

اس کے جواب میں مجیب نے اتنا تو تسلیم کیا ہے کہ: ”مسیح موعود کے زمانہ میں وحدت مذہبی ہونی مقدر ہے۔“ (ص ۱۰۷)

مگر: ”مسیح موعود (مرزا) کے زمانہ سے مراد تین سو سال ہے۔“ (ص ۱۱۰)

جس سے غرض مجیب بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بھی یہ ہے کہ موجودہ معترضین تین سو سال تک خاموش رہیں۔ بعد میں جو ہو گا دیکھے گا۔ ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ مخلوق خدا

کو اتنا کم عقل کیوں جانتے ہیں۔ یا خود اتنی کم عقلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیا کوئی پرائمری کا لڑکا بھی اس عبارت کا مطلب یہ سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت سے مراد تین سو سال بعد کا زمانہ ہے۔ (جل جلالہ)

ناظرین کرام! ہماری منقولہ عبارت کا آخری فقرہ ملاحظہ کریں۔ جو یہ ہے:

"یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

نوٹ: ناظرین! مزید توضیح کے لئے اسی باب کا نمبر ۱۴ ملا کر پڑھیں تو مضمون بالکل واضح ہو جائے گا۔ انشاء اللہ!

۴... مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹ چھوڑ دیئے جائیں گے

"یاد رہے کہ اسی زمانہ کی نسبت مسیح موعود کے ضمن بیان میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی ہے جو صحیح مسلم میں درج ہے اور فرمایا: "لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا." "یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنی کی سواری موقوف ہو جائے گی۔ پس کوئی ان پر سوار ہو کر ان کو نہیں دوڑائے گا اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا کہ اس کے نکلنے سے اونٹوں کے دوڑانے کی حاجت نہیں رہے گی اور اونٹ کو اس لئے ذکر کیا کہ عرب کی سواریوں میں سے بڑی سواری اونٹ ہے جس پر وہ اپنے مختصر گھر کا تمام اسباب رکھ کر پھر سوار بھی ہو سکتے ہیں اور بڑے کے ذکر میں چھوٹا خود ضمناً آجاتا ہے۔ پس! حاصل مطلب یہ تھا کہ اس زمانہ میں ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ پر بھی غالب آجائے گی۔ جیسا کہ دیکھتے ہو کہ ریل کے نکلنے سے قریباً تمام کام جو اونٹ کرتے تھے اب ریلیں کر رہی ہیں۔ پس اس سے زیادہ صاف اور منکشف اور کیا پیشگوئی ہو گی۔ چنانچہ اس زمانہ کی قرآن شریف نے بھی خبر دی ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: "واذا العشار عطلت." "یعنی آخری زمانہ وہ ہے جبکہ اونٹنی بے کار ہو جائے گی۔ یہ بھی صریح ریل کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث اور یہ آیت ایک ہی خبر دے رہی ہیں۔ اور چونکہ حدیث میں صریح مسیح موعود کے بارے میں یہ بیان ہے۔ اس لئے یقیناً یہ

استدلال کرنا چاہئے کہ یہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانہ کا حال بتلا رہی ہے۔ اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر لوگ باوجود ان آیات بینات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں۔"

(شہادۃ القرآن ص ۱۲'۱۳' خزائن ج ۶ ص ۳۰۸'۳۰۹)

۴... اس کی تائید میں

"آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی ہے اور زمین نے بھی (میرے لئے گواہی دی) مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بے کار ہوگئے اور پیشگوئی آیت کریمہ: "واذاالعشار عطلت." پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث: "ولیترکن القلاص فلا یسعی علیها." نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی اور یہاں تک کہ عرب و عجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۲' خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۸)

قادیانی دوستو! کیا مکہ مدینہ کے درمیان مرزا قادیانی کی زندگی میں یا بعد ان کے آج تک ریل جاری ہوئی؟۔ کیا راجپوتانہ' بلوچستان' مارواڑ' سندھ' عرب' مصر اور سوڈان وغیرہ ممالک میں اونٹ بے کار ہوگئے؟۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

اس نمبر کا جواب مجیب نے دیا ہے کہ اونٹنیاں ترک ہونے کی بابت:

"احادیث میں کسی ملک کا نام نہیں آیا۔ عام پیشگوئی ہے۔ مسیح موعود (مرزا) نے بھی اس پیشگوئی کو مطلق ہی قرار دیا ہے کسی ملک سے مخصوص نہیں فرمایا..... لہذا مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا مخصوص مقامات (مکہ' مدینہ وغیرہ) کے متعلق استفسار در حقیقت پیشگوئی کی حقیقت اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کی عبارات سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔" (ص ۱۱۱'۱۱۲)

اس کے جواب میں : ہم مرزا قادیانی کی ایک طویل عبارت نقل کرتے ہیں جو فیصلہ کن ہے۔ ناظرین اسے بغور ملاحظہ کر کے اس فیصلہ پر بھی قادر ہو جائیں گے کہ مرزا قادیانی کی تصنیفات سے کون ناواقف ہے اور کون محرف۔ بہر حال وہ عبارت یہ ہے۔ مرزا قادیانی اپنے حق میں آسمانی نشان کسوف و خسوف بیان کر کے لکھتے ہیں :

"زمین کا نشان وہ ہے جس کی طرف یہ آیت کریمہ قرآن شریف کی یعنی : "واذا العشار عطلت۔" اشارہ کرتی ہے جس کی تصدیق میں مسلم میں یہ حدیث موجود ہے :"ویترك القلاص فلا یسعی علیها۔ "خسوف کسوف کا نشان تو کئی سال ہوئے جو دو مرتبہ ظہور میں آگیا۔ اور اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل میں آرہا ہے۔ لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ میں آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی اور امید ہے کہ بہت جلد صرف چند سال تک یہ کام تمام ہو جائے گا۔ تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک انقلاب عظیم عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے۔ اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جاوے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔ بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا میں سے اٹھ جائے گی اور یہ پیشگوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل کا تیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے۔ کیونکہ اسلام کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہے............ ذرا اس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہئیت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائے گا یا مدینہ سے مکہ کی طرف آئے گا۔ تو اس نئی طرز کے قافلہ میں عین اس حالت

میں جس وقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا کہ :"واذا العشار عطلت ." یعنی یاد کروہ زمانہ جبکہ اونٹنیاں بے کار کی جائیں گی اور ایک حملدار اونٹنی کا بھی قدر نہ رہے گا جو اہل عرب کے نزدیک بڑی قیمتی تھی۔ اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا :"ویترك لقلاص فلا یسعی علیها ." یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹنیاں بے کار کی جائیں گی اور ان پر کوئی سوار نہ ہو گا تو سننے والے اس پیشگوئی کو سن کر کس قدر وجد میں آئیں گے اور کس قدر ان کا ایمان قوی ہو گا۔ جس شخص کو عرب کی پرانی تاریخ سے کچھ واقفیت ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اونٹ اہل عرب کا بہت پرانا رفیق اور عربی زبان میں ہزار کے قریب اونٹ کا نام ہے۔ اور اونٹ سے اس قدر قدیم تعلقات اہل عرب کے پائے جاتے ہیں کہ میرے خیال میں بیس ہزار کے قریب عربی زبان میں ایسا شعر ہو گا جس میں اونٹ کا ذکر ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ کسی پیشگوئی میں اونٹوں کے ایسے انقلاب عظیم کا ذکر کرنا اور اس سے بڑھ کر اہل عرب کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے اور پیشگوئی کی عظمت ان کے طبیعتوں میں بٹھانے کے لئے اور کوئی راہ نہیں۔ اسی وجہ سے یہ عظیم الشان پیشگوئی قرآن شریف میں ذکر کی گئی ہے۔ جس سے ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہئے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے۔ یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جس پر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے۔ ہمیشہ کے لئے ان سے الگ ہو جائے گا۔ سبحان اللہ! کس قدر روشن پیشگوئی ہے۔ یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں۔ کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ قرآن شریف کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے لئے یہ ایک ایسا نشان دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے کہ نہ توریت میں ویسی بزرگ اور کھلی کھلی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور نہ انجیل میں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب میں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۶۴' خزائن ج ۱۷ ص ۱۹۶' ۱۹۷)

قادیانی دوستو! سنتے ہو! تمہارے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے عرب کی

خصوصیت کس طرح فرمائی ہے۔ اور تمہارے قابل مصنف مجیب نے اس خصوصیت کو کیسے دکھایا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں :

من چه گویم وطنبوره من چه گوئد

۵... مسیح موعود بعد دعویٰ چالیس سال زندہ رہے گا

"حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہے گا۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۱)

۶... مرزا قادیانی نے کب دعویٰ کیا

لطیفہ : "چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے۔ ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل کے نام کے اعداد کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔"
(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

نوٹ : بفحوائے عبارت ہذا ۱۳۰۰ ہجری مرزا قادیانی کی بعثت کا زمانہ ہے۔ انتقال آپ کا ربیع الثانی ۱۳۲۶ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ حساب لگا لیجئے۔ بعد دعویٰ ۲۶ سال رہے۔

ان دو نمبروں کے جواب میں مجیب بہت پریشان ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قلم اور دل میں سخت نزاع ہو رہی ہے۔ آخر قلم چونکہ ظاہری آلہ ہے۔ اس لئے ظاہری

دباؤ سے متاثر ہو کر روانی میں مندرجہ ذیل عبارت لکھ گیا :

”حضرت مسیح موعود (مرزا) کو ۱۲۹۰ھ سے قبل ہی سلسلہ الہامات شروع ہو چکا تھا۔ براہین احمدیہ کی اشاعت سے بھی قریباً چھ سات سال پیشتر کشوف رؤیا اور اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور ۱۲۹۰ھ کے آنے پر حضور علیہ السلام (مرزا قادیانی) ماموریت کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے۔“ جیسا کہ حضور نے خود تحریر فرمایا ہے : ”یہ عجیب امر ہے اور اس میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۹۰)

”اس حساب سے سلسلہ الہام کی عمر چالیس سال ہوتی ہے اور اگر صرف ماموریت کے الہامات سے ہی ابتداء مانی جاوے تو بھی ۳۷ سال کے قریب بن جاتے ہیں اور عرف کے عام دستور کے مطابق کسر وں کو حذف کر کے اسے اربعین (چالیس سال) کہنا بھی درست ہے۔ پس اگر براہین احمدیہ کے الہامات سے ہی دعویٰ کی ابتداء ہو تو بہر صورت چالیس برس بن جاتے ہیں اور اعتراض کرنا غلطی ہے۔“ (ص ۱۱۵)

جواب الجواب ! ہم نے ان لوگوں پر احسان کیا تھا کہ اصل مدت نہیں لکھی بلکہ زیادہ لکھی ہے۔ چونکہ یہ لوگ ناسپاس ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم اصل بات لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے ادعاء کے مطابق ان کی عمر کے تین حصے ہیں :

(۱)...... کشف اور رؤیا (۲)...... ماموریت الہیہ (۳)...... دعویٰ مسیحیت موعودہ

یہاں سوال دعویٰ مسیحیت موعودہ پر ہے۔ اسی کے متعلق حدیث مرقومہ آئی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں :

”مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہے گا۔“

اس امر کی تحقیق کرنی ہو تو مرزا قادیانی کی تصنیفات دیکھئے۔ براہین احمدیہ جو ۱۲۹۷ھ میں چھپی اور ملک میں شائع ہوئی۔ اس میں تو مرزا قادیانی مسیح موعود حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو براہین احمدیہ ص ۴۹۹ ‘ خزائن ج ۱ حاشیہ ۵۹۳)

اس کے بعد سب سے پہلی کتاب جس میں مسیح موعود کا دعویٰ آپ نے کیا ہے "فتح اسلام" ہے۔ جس کے سرورق پر ۱۳۰۸ھ لکھا ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت پر شور ہوا تو آپ نے اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے "ازالہ اوہام" طبع کرایا۔ جس پر ۱۳۰۸ھ لکھا ہے۔

ان دو کتابوں سے پہلے کسی تحریر مرزا میں دعویٰ مسیحیت موعودہ نہیں ملتا۔ مرزا قادیانی کا انتقال ۱۳۲۶ھ میں ہوا۔ اس تحقیق انیق سے مرزا آنجہانی بعد دعویٰ مسیحیت موعودہ صرف اٹھارہ سال دنیا میں رہے۔ حالانکہ آپ کو چالیس سال تک رہنا چاہئے تھا۔

قادیانی مجیب نے جو حوالے نقل کئے ہیں وہ کشف اور الہام کے متعلق ہیں۔ دعویٰ مسیحیت کے متعلق نہیں ہیں۔ دعویٰ مسیحیت موعودہ ۱۳۰۸ھ میں کیا ہے۔ اس سے قبل نہیں۔ ہے تو دکھاؤ:

گرز عشقت خبر ے ہست بگوائے واعظ
ورنہ خاموش کہ ایں شورو فغاں چیزے نیست

۷... مسیح موعود کی وفات کا وقت ۱۳۳۵ ہجری ہے

"پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت یہاں فرمایا ہے۔"

(حقیقت الوحی ص۲۰۰، خزائن ج۲۲ ص۲۰۸)

۸... اس کی تشریح

"ان ایل نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ ﷺ) جب بارہ سو نوے برس گزریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور تیرہ سو پینتیس (۱۳۳۵) ہجری تک اپنا کام چلائے گا۔ یعنی چودھویں صدی سے پینتیس برس برابر کام کرتا رہے گا۔ اب دیکھو اس پیشگوئی میں کس قدر تصریح سے مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی قرار دی گئی۔ اب بتلاؤ۔ کیا اس سے انکار کرنا ایمانداری ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۲۰، خزائن ج۱۷ حاشیہ ص۲۹۲)

نوٹ: مرزا قادیانی۱۳۲۶ھجری مطابق ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گئے۔

قادیانی دوستو! چھبیس اور پینتیس میں نو سالوں کا فرق ہے۔ پھر اتنی جلدی کیا تھی کہ مرزا قادیانی تشریف لے گئے۔ تم لوگوں نے عرض نہ کیا؟ :

آتے ہی کہتے ہو جانا جانا
ایسا جانا تھا تو جاناں تمہیں کیا تھا آنا

ان نمبروں کے جواب میں جو مجیب نے اپنا ضعف دکھایا قابل رحم ہے۔ اس کی ساری کوشش یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ظہور کو ذرہ اوپر کو کھینچ کر لے جائے۔ پھر ۱۳۲۶ ہجری ہی ۱۳۳۵ھ بن جائے گا۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :

"دانیال کی پیشگوئی اور تحفہ گولڑویہ کے الفاظ میں اس مدت کی انتہا نبی آخر الزماں کے ظہور سے بتائی گئی ہے اور حضور علیہ السلام کا ظہور تاریخ ہجری سے تیرہ سال اور بعض کے نزدیک دس سال قبل ہوا تھا۔ اس لحاظ سے جب ۱۳۲۶ ہجری تھا تو آنحضرت ﷺ کے ظہور پر ۱۳۳۵ برس بہر حال گزر چکے تھے۔ اندریں صورت تحفہ گولڑویہ کی عبارت میں لفظ "ہجری" عام طریق کے مطابق لکھا گیا ہے۔ وبس۔ اس توجیہ کی صورت میں ابتداء اس کشف سے ہوگی جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے براہین احمدیہ کی تصنیف اور اسلام کے احیاء کے متعلق ۱۸۶۴ء کے قریب دیکھا تھا۔" (ص ۱۱۷،۱۱۸)

جواب الجواب! اس نمبر میں ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ مرزا قادیانی کا ظہور کب ہوا۔ ہمارا مطلب تو اس عبارت کو غلط ثابت کرنا ہے جو انہوں نے مسیح موعود کے کام کرتے رہنے کا انتہائی وقت ۱۳۳۵ ہجری لکھا ہے۔ ابتداء کی طرف چاہو جتنا کھینچو۔ انتہا اس کی ۱۳۳۵ ہجری پر ہونی چاہئے۔ حالانکہ ۱۳۲۶ھ پر ہوئی۔ (یہی جھوٹ ہے)

۹... مسیح موعود حج کرے گا

"آنحضرت ﷺ نے آنے والے (مسیح) کو ایک امتی ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے اس کو دیکھا۔" (ازالہ اوہام ص ۴۰۹، خزائن ج ۳ ص ۳۱۲)

نوٹ : صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ مسیح موعود حج کرے گا۔ مرزا قادیانی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

۱۰... مسیح موعود کب حج کرے گا؟

"ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا............اور آخر دجالی کا ایک گروہ ایمان لاکر حج کرے گا۔"

(ایام الصلح ص ۱۶۹، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶، ۴۱۷)

یعنی مسیح موعود (مرزا) دجال (قوم نصاریٰ) کو مسلمان کر کے ان کو ساتھ لے کر حج کریں گے۔

نوٹ : مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔ حالانکہ مسیح موعود کا حج کرنا لازمی ہے۔ جیسا کہ ان کو خود مسلم ہے۔ ہم بغرض تفہیم ایک الزام کو دو نمبروں میں بیان کرتے ہیں تاکہ مرزا قادیانی کی عبارات پر غور کرنے والے خوب غور کریں۔ مگر مجیب اپنے فرض (جواب دہی) کو جانتا ہے۔ حق کا پہچاننا اس کے فرائض میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ بے تامل ہمارے اعتراضات کو محض باتوں میں ٹال دیتا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے :

"احادیث میں جہاں مسیح موعود کے طواف خانہ کعبہ کا ذکر ہے۔ اس سے مراد اشاعت دین ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بھی یہی مراد لی ہے۔" (ص ۱۲۰)

ناظرین! للہ غور کریں احادیث رسول پاک ﷺ پر ہاتھ صاف کرنا ان کے

بزرگ نے ان کو سکھایا ہے۔ اسی کا اثر ہے کہ اسی طرح اپنے بزرگ کے اقوال پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگ گئے۔ کتنا ظلم ہے کہ ہم تو مرزا قادیانی کی تصریح دکھاتے ہیں کہ ایام الصلح میں مسیح موعود کا حج کرنا مانتے ہیں۔ ہاں! اس کا وقت وہ بتاتے ہیں جب عیسائی (دجال) مسلمان ہو کر مسیح کے ساتھ حج کو جائیں گے۔

بھلا اس فارسی عبارت کا ترجمہ کیا ہے:

"مارا وقتے حج راست و زیبا آید کہ دجال از کفر و دجل دست باز داشتہ ایماناً و اخلاصاً درگرد کعبہ گردد۔" (ایام الصلح حوالہ مذکور)

بتایئے دجال (قوم نصاریٰ) کے اسلام کے بعد مرزا قادیانی کو حج کرنا مناسب اور موزوں تھا۔ پھر اس (حج) سے اشاعت اسلام کیسے مراد ہوئی۔ اشاعت اسلام کرنے سے تو دجال مسلمان ہوگا اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی کا حج کرنا تھا۔ کیا یہ تقدم الشئی علی نفسہ ہے یا تقدم المتاخر علی المتقدم نہیں ہے۔

اصل جواب! قادیانی دوستوں سے یہ تو امید نہیں کہ وہ شکرگزار ہوں۔ تاہم بغیر امید شکریہ ہم اس سوال کا معقول جواب دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے:

دجال (قوم نصاریٰ) ایسی ضدی اور سڑی ہے کہ مرزا قادیانی کی ساری کوشش پر بھی مسلمان نہ ہوئی تو کیا کرتے۔ آخر کار ان کو اسی ضد میں چھوڑ کر چلے گئے۔ (چیر؟ز)

ابھی آکر کے بیٹھے تھے
ابھی دامن سنبھالا ہے

مجیب صاحب کی جرات دیکھئے۔ مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے کا عذر کس خوبی سے کرتے ہیں:

"سیدنا مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر امن راہ نہ ہونے۔ صحت کی کمزوری کے باعث نیز زادراہ بصورت نقد جمع نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض نہ تھا۔ لہٰذا آپ کا حج نہ کرنا مورد اعتراض نہیں۔" (ص ۱۲۲)

جواب الجواب! ہم فاضل مخاطب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے جو عذر کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کو منظور تھا کہ مرزا قادیانی حج نہ کر کے عہدہ مسیحیت سے محروم رہیں۔

ناظرین! ہم جو بار بار لکھتے ہیں کہ مجیب جواب دینے میں اپنا فرض (نوکری) ادا کرتا ہے تحقیق حق سے اسے مطلب نہیں۔ تحقیق منظور ہوتی تو یہ سوچتا کہ جس صورت میں علم الٰہی میں مقدر ہے جس کا اظہار زبان رسالت ﷺ سے ہو چکا ہے کہ مسیح موعود حج کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے احرام کی جگہ (فج الروحاء) بھی بتادی ہے۔ باوجود اس کے آج کل کے مدعی مسیحیت موعودہ اس سے محروم رہے۔ چاہے بیماری سے رہے یا بدامنی سے رہے۔ بہر حال محروم رہے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ جس مسیح کے حق میں حج مقدر تھا مرزا قادیانی وہ مسیح نہیں۔ وہ ہوتے تو قدرت خداوندی موانع حج کو خود ہی اٹھادیتی اور مرزا قادیانی اسی معینہ جگہ سے احرام باندھ کر حج کرتے۔ پس ہمارا حق ہے ہم یہ کہیں کہ مجیب نے ہمارے دعویٰ کی تردید نہیں کی بلکہ تائید کی ہے۔ کیا خوب!

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

قابل مجیب نے ایک فقرہ ایسا بھی لکھا ہے جو دراصل حدیث پر اعتراض ہے۔ لیکن درحقیقت وہ ان کے فہم کا قصور ہے۔ مجیب نے لکھا ہے کہ :

”فج الروحاء میقات نہیں۔ مسیح اس جگہ سے احرام کس طرح باندھے گا۔ اس لئے یہ ایک کشف ہے۔“ (ص ۱۲۲)

جواب: ”خرابی ساری یہ ہے کہ یہ لوگ جس قدر مرزا قادیانی کی کتابوں پر محنت کرتے ہیں احادیث نبویہ پر اتنی محنت کریں اور کسی واقف فن استاد سے پڑھیں تو حدیث فہمی میں دھکے نہ کھائیں۔“

سنئے! میقات جتنے ہیں یہ ان لوگوں کے لئے جو ان سے باہر کے لوگ ہیں اور جو اندر ہوں وہ جہاں ہوں وہیں سے احرام باندھ لیں۔ مثلاً اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے۔ تو کیا جو ذوالحلیفہ سے اندر مکہ کی جانب رہتے ہیں۔ وہ بھی ذوالحلیفہ جا کر احرام باندھ کر آئیں؟۔ نہیں بلکہ وہ جہاں ہوں وہیں احرام باندھ لیں۔ حدیث شریف کے الفاظ کا مقتضایہ ہے کہ ایام حج میں حضرت مسیح موعود دورہ کرتے ہوئے فج الروحاء کے قریب ہوں گے۔ اس لئے وہیں سے احرام باندھ لیں گے۔ یہی شرعی حکم ہے۔ فاندفع ماتوھم! یوں تو ہر مخالف حدیث کو کشف بنالینا اور کشف بنا کر اپنے منشاء کے موافق تاویل کرلینا قادیانیوں کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر سمجھدار ابھی دنیا میں موجود ہیں۔ الحمدللہ!

۱۱... آسمانی منکوحہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی

”نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز (مرزا قادیانی) کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ: ”لاتبدیل لکلمات الله ۰“ یعنی میری بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خداتعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔“

(اشتہار ۱۶ اکتوبر مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

نوٹ: جناب مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کی لڑکی کی بابت کہا تھا کہ میرا اس سے نکاح آسمان پر ہو چکا ہے۔ اسی کی بابت فرماتے ہیں کہ آسمانی منکوحہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ (انجام آتھم ص ۲۱۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱۶)

قادیانی دوستو! کیا یہ نشان پورا ہوا۔ ہم تمہاری تحریفات اور تاویلات نہیں سنیں گے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں نکاح ٹل جانے سے خدا کا کلام باطل ہو جائے گا۔ خدا کے کلام کو باطل کہنا کفر ہے۔ تمہاری مرضی!

مجیب نے یہاں وہ کمال کیا ہے جو قادیانی جماعت کے زوال کا باعث ہوگا۔ انشاء

اللہ لکھا ہے کہ یہ نکاح اس لئے نہ ہوا کہ سلطان محمد (ناکح منکوحہ آسمانی) نہ مرا۔ جب وہ مرا نہیں تو نکاح نہ ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ مجیب کے اصلی الفاظ یہ ہیں :

”بے شک حضرت اقدس (مرزا) نے محمدی بیگم کا اپنے نکاح میں آنا ضروری بیان فرمایا ہے۔ اسے اٹل قرار دیا ہے مگر کس صورت میں؟۔ جبکہ سلطان محمد کی موت واقع ہو جائے۔ (دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بار دوم کرامات الصادقین) اگر یہ صورت پیدا ہو جاتی اور نکاح نہ ہوتا تو بے شک خدا کا کلام باطل ٹھہرتا۔ مگر جب سلطان محمد کی موت ہی واقع نہ ہوئی تو یہ اعتراض کرنا خلاف دیانت ہے۔“ (ص ۱۲۴)

مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ ساری روک سلطان محمد نے ڈالی جو مرا نہیں۔ ہم اس مضحکہ خیز جواب پر کیا لکھیں۔ واللہ! جب ہم اس جماعت کو بحیثیت متکلمین دیکھتے ہیں تو ہماری حیرت کی حد نہیں رہتی۔ کیا متکلمین ایسی کچی باتیں کیا کرتے ہیں کہ سلطان محمد چونکہ مرا نہیں اس لئے خدائی حکم کو روک ہو گئی۔ سنئے! ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم ہر جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی ہی کو پیش کر سکتے ہیں۔ پس سنئے مرزا قادیانی نے اس قسم کے طفلانہ جولبات کو یوں رد کیا ہے: ”یرد بنت احمد الی بعد اهلاك المانعین“ (یعنی) خدا احمد بیگ کی لڑکی (آسمانی منکوحہ) کو بعد مار دینے مانعین کے میری طرف لائے گا۔)

(انجام آتھم ص ۲۱۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱۶)

یہ ہے تمہاری سب باتوں کا جواب کہ مانعین کا مار دینا بھی خدا نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اور مار کر آسمانی دلہن کو الہامی دلہا (مرزا قادیانی) کے پاس لانے کا وعدہ ہے۔

مرزائی دوستو! اللہ سے ڈر کر کہو ایسا ہوا کہ سب مانعین ہلاک ہو کر آسمانی منکوحہ مرزا قادیانی کے پاس آگئی ہو؟۔ آہ! مرزا قادیانی آخری لمحہ زندگی میں یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے:

پوچھے اگر وہ قاصد کہدیجئیو یہ صاف
سینے میں دم ہے آنکھ ہے در پر لگی ہوئی

۱۲... آسمانی منکوحہ سے اولاد ہوگی

"اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے: " یتزوج ویولد له " یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳' خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۳۳۷)

نوٹ : ایمان سے کہو۔ ایسا ہوا؟۔

بعض قادیانی مناظر کہا کرتے ہیں۔ نکاح تب ہوتا جب منکوحہ کا خاوند مرزا سلطان محمد ساکن پٹی (سلمہ اللہ) مرتا جب وہی مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ مرا تو نکاح کیسے ہوتا۔ اس کا جواب بھی مرزا قادیانی کے کلام میں موجود ہے۔

۱۳... مرزا سلطان محمد میرے سامنے ضرور مرے گا

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد مرزا (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی۔ اور میری موت آجائے گی۔" (انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱' خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ایضاً)

نوٹ : مرزا سلطان محمد (سلمہ) ابھی تک زندہ ہے۔ (۱۹۴۸ میں فوت ہوا۔ فقیر اللہ وسایا)

نمبر ۱۲' ۱۳ کا جواب الجواب اسی میں آگیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کو پورا ہونے میں جو

مانع تھے جن میں مرزا سلطان محمد بھی سخت مانع ہے۔ ان سب کو ہلاک کر کے مرزا قادیانی کا گوہر مقصود حاصل کرانے کا خدا نے وعدہ کیا ہوا ہے جو پورا ہونا ضروری تھا مگر نہ ہوا۔

نتیجہ کیا؟ : خاب من افترى (مفتری نامراد رہتا ہے) سچ ہے :

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

۱۴... میں تثلیث کی جگہ توحید پھیلاؤں گا ورنہ جھوٹا کہلاؤں گا

”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں۔ اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت وشان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام!
فقط : غلام احمد!“

(اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۴ منقول از ”المہدی“ نمبر ا ص ۳۴ از حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

۱۵... اس کی تائید

”دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے۔ اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اول دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔“

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ث مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۷، ۲۸۸)

۱۶... تائید مزید

”(آنحضرت ﷺ نے) مسیح موعود کے آنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ

سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا اور فرمایا کہ وہ ان کی صلیب کو توڑے گا۔"

(شہادۃ القرآن ص ۱۱' خزائن ج ۶ ص ۳۰۷)

مرزائی دوستو! مسیح موعود آیا اور چلا بھی گیا۔ تثلیث اور عیسائیت بجائے فنا ہونے کے ترقی پر ترقی کر رہی ہے۔ کیا ہم اس پر یہ شعر مرزا قادیانی کی نذر نہ کریں :

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

نمبر ۱۴' ۱۵' ۱۶ ان ضروری نمبروں کا جواب مجیب نے ایسا دیا کہ نہ دینے سے برا۔ گویا اقرار کیا کہ آج تک تو یہ کام ہوئے نہیں۔ آئندہ تین سو سال تک ہو جائیں گے :
"تاتریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" چنانچہ مجیب کی اصلی عبارت یہ ہے :

"اس قسم کے جملہ اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ سنت الٰہی اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو روحانی غلبہ تو فی الفور دے دیتا ہے۔ ان کے دشمن دلائل وبراہین کی رو سے عاجز و تہید ست ہو جاتے ہیں۔ لیکن ظاہری غلبہ تدریجاً دیا کرتا ہے .... سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کامیابی بھی اسی منہاج پر ہے۔ دلائل و معقولات کا وہ ذخیرہ آپ نے پیدا کیا ہے کہ غیر احمدی بھی دشمنان اسلام کے مقابلہ میں اس سے کام لیتے ہیں اور ظاہری طور پر بھی احمدیت کو جو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ یہ اس کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔ عیسیٰ پرستی کا ستون ٹوٹ چکا ہے اور تثلیث کا بت مسیحائے زماں کی ضرب کاری سے ریزہ ریزہ ہو رہا ہے اور عیسائی دنیا خود ان عقائد کو نفرت سے ترک کر رہی ہے اور احرار یورپ بھی تین کے خیالات کو چھوڑ کر توحید کی طرف آرہے ہیں۔ صلیب شکستہ ہوگئی۔ (شیخ چلی زندہ ہے) کیونکہ ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح مصلوب نہ ہوئے تھے۔ اور وہ دن دروازے پر کھڑے ہیں۔ جبکہ عیسائی مذہب دنیا سے پورے طور پر مٹ جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو وقت کو شناخت کریں اور مسیحائے وقت کی آواز پر لبیک کہیں۔" (ص ۱۳۰)

جواب الجواب! گو ہماری منقولہ عبارات میں یہ فقرات کافی ہیں۔

”میں اس میدان میں کھڑا ہوں کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں۔ وغیرہ۔“

یہ واحد متکلم کا صیغہ اور مضمون کی ادائیگی بزمانہ حال ناظرین کے لئے غور طلب ہے کہ کیا یہ عبارت زمانہ حال کے لئے ہے یا آئندہ کے لئے؟۔ باوجود اس کے ایک اور عبارت مرزا قادیانی کی ہم دکھاتے ہیں جو تمام عذرات باردہ کا مہلک جواب ہے۔ مرزا قادیانی اپنی مسیحیت کا زمانہ اور کام بتاتے ہیں۔ :

”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیا ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہوگیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اسی تکمیل کے لئے اسی امت میں ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔“ (چشمہ معرفت ص ۸۲، ۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

ناظرین کرام! اس فیصلہ کن عبارت کو بغور دیکھیں کہ مرزا قادیانی اس میں اپنی خدمت خاصہ کا ذکر اپنی زندگی میں کیسے صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ وحدت اقوام مسیح موعود کے وقت میں ہو جائے گی۔ ملاحظہ ہو :

”یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

اگر یہ کام تین سو سال تک ہونا ہوتا تو اس کو مسیح موعود کے وقت میں ہونا نہ کہا جاتا۔ نیز حاضرین سامعین کو اس سے تسلی کیسے ہوتی۔ یقیناً اس کام کا تعلق حیات مرزا قادیانی

سے ہے مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی کا یہ وعدہ معشوقانہ وعدے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جس کی بابت کہا گیا ہے:

نہیں وہ قول کا پورا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

۱۷... نوٹ از مرتب احتساب قادیانیت جلد ہذا

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے یہاں پر مرزا قادیانی کا اشتہار جو مولانا موصوف کے متعلق ”آخری فیصلہ“ کے نام سے مرزا نے شائع کیا تھا اس رسالہ میں نقل فرمایا۔ چونکہ وہ فاتح قادیان نامی رسالہ میں پہلے درج ہو چکا ہے۔ اس لئے تکرار کے باعث یہاں سے حذف کر دیا گیا۔ البتہ اس پر مولانا نے جو تبصرہ کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ (فقیر! مرتب)

یہ مضمون جماعت مرزائیہ کے لئے موت وحیات کا سوال ہے۔ مضمون تثلیث عیسائیوں کے حق میں اتنا مشکل نہیں جتنا ”آخری فیصلہ“ امت مرزا کے حق میں مشکل ترین ہے۔ اس مضمون پر جماعت مرزائیہ کے بحث کرنے کی مثال بالکل یہ ہے جو مکھی شہد میں پھنس جائے جتنی وہ نکلنے میں کوشش کرتی ہے اتنی ہی اس میں پھنستی ہے۔ چنانچہ مجیب نے بھی اس میں بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ ساری محنت کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ محض دعا نہیں بلکہ دعاء مباہلہ ہے۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ کے انکار کرنے سے مباہلہ نہیں ہوا۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ کی حیات شرعی حجت نہیں۔ مجیب کے الفاظ یہ ہیں:

”میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء (مرزا قادیانی) کا اشتہار ۱۵ اپریل دعاء مباہلہ تھا یکطرفہ دعا نہ تھی۔ اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ سے انکار کر کے بچ گئے ہیں۔“ (ص۱۷۰)

اس کا مکمل اور جامع جواب یہ کافی ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں قادیان سے اس مضمون کا اعلان ہو چکا تھا کہ:

"حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا) نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا جس میں محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے۔ نہ کہ مباہلہ کیا ہے۔" (اخبار بدر ۲۲ اگست ۱۹۰۷ء ص ۸)

چونکہ دعاء مرزا کا اثر حق بجانب ہوا۔ یعنی جو فریق عند اللہ ناحق پر تھا وہی لقمہ موت ہوا تو جماعت مرزائیہ نے یہ حجت نکالی کہ یہ اشتہار محض دعا نہ تھا بلکہ دعاء مباہلہ تھا۔ ایسی حجتوں کے حق میں کہا گیا ہے:

"مشتے که بعد از جنگ یاد آید برکله خود بایدزد"

باب پنجم...... اخلاق مرزا

حسن خلق ہر شخص خاص کر ہر ریفارمر (مصلح) کے لئے ضروری ہے۔ انبیاء کرام چونکہ دنیا کے سب لوگوں کے لئے راہنما اور نمونہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے اخلاق کریمہ بھی اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ نبی اسلام رسول اکرم ﷺ کی شان والا شان کی بابت تو صاف ارشاد ہے:

"انك لعلى خلق عظيم · القلم ٤" اے رسول آپ خلق عظیم پر ہیں۔

ہماری تصنیف کے ہیرو (مرزا غلام احمد قادیانی) کا دعویٰ ہے کہ میں محمد ثانی ہوں۔ (معاذ اللہ) اس لئے لازم تھا کہ آپ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہوتے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اس خصوص میں مرزا قادیانی کو بہت گرا ہوا پاتے ہیں۔ حسب روایت ہم خود کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ بلکہ مرزا قادیانی ہی سے حقیقت کہلوا دیتے ہیں۔ ناظرین بغور سنیں:

حسن خلق کے معیار بتانے میں اخلاق نویسوں کا اختلاف ہے۔ مسلمان مومن بالقرآن کے نزدیک وہی معیار صحیح ہے جو قرآن مجید نے فرمایا ارشاد ہے: "قل لعبادی يقولوا التى هى احسن ان الشيطان ينزغ بينهم ان الشيطن كان للانسان عدوا مبينا · بنى اسرائيل ٥٣" یعنی میرے بندو! ایسی بات کہا کرو جو سب

سے اچھی ہو۔ شیطان ہر وقت تم میں لڑائی کرانے پر آمادہ ہے۔ کیونکہ وہ انسان کا صریح دشمن ہے۔ حسن خلق کی تعریف جو معلوم ہوتا ہے وہ ظاہر بلکہ اظہر ہے۔ مرزا قادیانی چونکہ قائل اسلام اور بروزی نبوت محمدیہ کے مدعی تھے۔ ان کا حسن خلق اسی معیار پر پرکھنا چاہئے۔

نوٹ : ہر کہ ومہ جانتے ہیں کہ کسی انسان کا حلال زادہ یا حرامزادہ ہونا اس وقت سے ہوتا ہے جس وقت اس کے وجود کی بنیاد اس کی ماں کے پیٹ میں بشکل نطفہ رکھی جاتی ہے۔ وہ اگر باجازت شرعی ہے تو حلال زادہ ہے۔ بے اجازت ہے تو حرام زادہ۔ مگر مرزا قادیانی کا خلق یہ ہے کہ جو ان کو مانے وہ حلال زادہ جو نہ مانے وہ حرام زادہ۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

(۱) ”کل مسلم.. یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا“ یعنی سب مسلمان مجھے قبول کرتے اور میری دعوت کو مانتے ہیں مگر زانیہ عورتوں کی اولاد یعنی حرام زادے نہیں مانتے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نتیجہ : صاف ہے کہ نہ ماننے والوں کی مائیں زانیہ ہیں اور وہ زنازادے ہیں۔

سوال :اس حسن خلق سے قطع نظر ہمیں ایک سوال سوجھتا ہے۔ اتباع مرزا قادیانی اس پر غور کریں گے۔ ایک شخص بہت عرصہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کا مخالف رہا۔ اتنا عرصہ وہ حرامزادہ رہا مگر بحکم ”انقلاب“ وہ جائے منکر کے معتقد ہو گیا۔ تو اب وہ حلال زادہ ہو جائے گا؟۔

عکس القضیه :اس کے برعکس ایک شخص عرصہ تک معتقد رہا۔ آخر کار وہ تائب ہو کر منکر ہو گیا۔ جیسا ہوتا رہتا ہے تو اب وہ حلال زادہ سے منقلب ہو کر حرام زادہ ہو جائے گا؟۔ علمائے مرزائیہ! بیّنوا توجروا!

مجیب نے اس موقعہ پر کمال ہوشیاری سے اخلاق مرزا قادیانی کی حمایت کی ہے۔ بجائے ندامت کے الٹا لکھتے ہیں :

"نبی اہل دنیا کے سامنے جج کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے کہ تاریکی کے فرزندوں پر فرد جرم لگانے سے پہلے ان کے جرموں سے ان کو آگاہ کرے۔" (ص ۳۴)

مطلب یہ کہ مرزا قادیانی چونکہ نبی تھے اس لئے ان کا حق تھا کہ اپنے منکروں کو سخت سے سخت الفاظ سے یاد کریں۔ جیسے جج فرد جرم لگاتے وقت سخت الفاظ بولتا ہے۔ ہم مانتے ہیں نبی ہو یا مصلح' افعال قبیحہ کو قبیح کہہ کر کرنیوالوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ مثلاً کافر' فاسق' فاجر' اصحاب النار وغیرہ الفاظ ان کے حق میں کہتا ہے۔ مگر ایسی طرح کہ سننے میں نہ مکروہ ہوتے ہیں نہ کسی خاص شخص یا جماعت کے حق میں دل آزار۔ بر خلاف مرزا قادیانی کے۔ ان کے الفاظ سنتے ہی ہر شخص کا ضمیر جوش میں آکر انتقام کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مثلاً: "اے بدذات فرقہ مولویاں۔" (انجام آتھم ص ۲۱' خزائن ج ۱۱ ص ایضا)

ناظرین! ایک طرف یہ مکروہ الفاظ رکھئے اور دوسری طرف وہ رکھئے جو مجیب نے تجلیات رحمانیہ کے ص ۱۳۴ پر قرآن مجید کے مختلف مقامات سے نقل کئے ہیں۔ مثلاً قردۃ (بندر) خنازیر' حمر' زنیم' ولدالزنا' نجس' ناپاک' شر البریہ' وغیرہ۔ (ص ۱۳۴)

اس لئے ہم مثال کے طور پر وہی آیت سامنے رکھتے ہیں جس میں سخت سے سخت مکروہ الفاظ مجیب کو نظر آئے ہیں۔ ارشاد ہے: "ولا تطع کل حلاف مہین ۰ ہماز مشاء بنمیم ۰ مناع للخیر معتد اثیم ۰ عتل بعد ذلك زنیم ۰ القلم ۱۰ تا ۱۳"

خدا اپنے نبی کو اور نبی کی وساطت سے سب بندوں کو حکم دیتا ہے:

"تم مت کہا مانا کرو بڑے جھوٹے' نکتہ چین' چغل خور' مانع خیر' حد سے بڑھے ہوئے بداعمال' متکبر اور نسل بدلنے والے کا۔"

بتائیے اس میں کیا سختی ہے۔ یہ ہے اصل فرد جرم جو نبی بحیثیت جج لگایا کرتا ہے۔ یعنی ان فاعلوں کی صحبت سے منع کیا۔ لیکن دراصل ان افعال سے منع کرنا مقصود ہے۔ سنئے! کسی محلہ میں چند لوگ بدکار بد معاش آوارہ گرد ہوں۔ وہاں کا نیک صالح بندہ اپنی اولاد کو

یوں نصیحت کرے کہ : ”تم بدکاروں آوارہ گردوں کی صحبت سے پرہیز کیا کرو۔“ اس میں کیا خرابی اور کیا بداخلاقی ؟ برخلاف اس کے اہل محلہ کو مخاطب کر کے یوں کہے :

”اوبدذاتو‘ شریرو‘ خبیثو‘ جیسے تم خود خبیث ہو‘ ویسے میری اولاد کو بنانا چاہتے ہو۔“

مرزا قادیانی کا قول ہے :

”اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ ظالم مولویو! تم پر افسوس ہے کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔“ (انجام آتھم ص ۲۱‘ خزائن ج ۱۱ ص ایضا)

ناظرین کرام! یہ ہیں وہ شیریں الفاظ جن کو قادیانی خلافت کے تنخواہ دار جج کا فرد جرم قرار دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ! چشم بد دور!

لیکن معاف فرمایئے کیا ہم بھی ایک لفظ کی زیادتی کر کے یہی عبارت کہہ سکتے ہیں۔ جو یوں ہے :

”اے قادیانی بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق چھپاؤ گے .... الخ۔“

مرزائی دوستو! یقیناً یہ ترمیم تم کو بُری معلوم ہوگی پھر کیا یہ صحیح نہیں ہے۔

آنچه بخود نه پسندی بدیگراں مپسند

(۲) لدھیانہ میں ایک شخص صاحب سعادت ازلیہ مولوی سعد اللہ نو مسلم تھے۔ جنہوں نے تمام گھر بار برادری چھوڑ کر اسلام قبول کر کے علم دین حاصل کیا اور تمام عمر توحید و سنت کے شوق اور اشاعت میں گزار دی۔ مگر مرزا قادیانی کے منکر تھے۔ مرزا قادیانی اسی مذکورہ اصول کے ماتحت ان کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :

اذیتنی خبثا فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یاابن بغاء

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۵‘ خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۶)

"تو نے مجھے تکلیف دی ہے اے زانیہ کے بیٹے (یعنی حرام زادے) اگر تو ذلت سے نہ مرا تو میں جھوٹا ہوں۔" (جل جلالہ)

اس خبیث لفظ (ذریة البغایا) نے امت مرزائیہ بہر دو صنف کو ایسا پریشان کر رکھا ہے کہ بہت ہی بہکی بہکی باتیں کہتے ہیں۔

میاں! صاف بات ہے کہ وہ مرزا قادیانی نے غصہ کی حالت میں لکھ دیا اب جانے دو۔ یہ کیا ہے کہ اس کی تصحیح کرنے بیٹھے ہو کہ ذریة البغایا سے مراد شریر لوگ ہیں۔ مرکب اضافی مراد نہیں۔ جیسے ابن السبیل کے معنے ہیں مسافر وغیرہ۔ (ص ۴۷)

ہاں جناب! ہر لفظ اپنے معنے میں مستقل حقیقت رکھتا ہے۔ الا جس کو اہل زبان مجازی شکل میں استعمال کریں۔ ابن السبیل کے معنے مسافر کے اہل زبان مراد لیتے ہیں۔ مگر: "ذریة البغایا۔" کے معنے سوائے "حرام کاروں کی اولاد" کے اور مراد نہیں لیتے۔ لیتے ہیں تو دکھاؤ۔

مرزائی دوستو! ہم تمہارے ضمیر سے ایک سوال کرتے ہیں۔ خدا سے ڈر کر صحیح جواب دینا۔ جس طرح تم لوگ منکرین مرزا کو بوجہ انکار ذریة البغایا بمعنے شریر بدکار کہتے ہیں وہ بھی تم کو بوجہ اقرار مرزا کے ایسا مانتے ہیں۔ تو کیا تم لوگ پسند کرو گے کہ تمہارے مخالف یوں کہیں:

"کل امرء لایقبل دعوة المرزا الا ذریة البغایا۔" یعنی ہر آدمی مرزا کی دعوت کو رد کرتا ہے۔ سوائے ذریة البغایا کے۔ (وہ قبول کرتے ہیں)"

اگر تم اس کو مکروہ سمجھتے ہو تو منکروں کو بھی مکروہ سمجھنے دو۔ ناحق جواب نویسی میں وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔

(۴) "اور سنئے ۱۸۹۵ء میں پادری آتھم کے متعلق مرزا قادیانی کی پیشگوئی ختم ہونے پر مخالفوں نے مشہور کیا تو مرزا قادیانی نے ان کے حق میں احسن خلق کا اظہار کیا۔"

''جو شخص اپنی شرارت سے باربار کہے گا (کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا قادیانی کی پیشگوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی) اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا۔ اور بغیر اس کے کہ ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتحیاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے .... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔'' (جل جلالہ) (انوارالاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱، ۳۲)

حلال زادہ اور حرام زادہ بننے کا کیا ہی اچھا طریقہ ہے۔

مرزائی دوستو! کسی مخالف مرزا کا بھی یہ حق ہے کہ وہ یوں کہے مرزائیو حلال زادہ بننا ہے تو اس رسالہ کو غور سے پڑھو۔ ہمارا خیال ہے کہ ایسا کہنے کا حق نہیں۔

اس نمبر میں مجیب نے کمال دلیری سے چراغ داشتہ جواب دیا ہے۔ پہلے تو یہ جھوٹ بلکہ افتراء علی الرسول کیا ہے کہ :

''آنحضرت ﷺ نے ولید نامی ایک شخص کو ولد الزنا قرار دیا ہے۔'' (ص ۱۴۱)

ہم اس کذب بلکہ افتراء کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہاں! مطالبہ کرتے ہیں کہ الفاظ نبوی دکھاؤ جن میں ولید کو ولد الزنا قرار دیا ہو۔

دوسرے جواب میں اس سے بھی زیادہ دون کی لی ہے۔ لکھا ہے :

''سعد اللہ ہندوؤں کا لڑکا تھا۔ ان کو اتقیا اور صلحا تو نہیں کہا جاسکتا تھا۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جو کچھ فرمایا بالکل بجا فرمایا۔'' (ص ۱۴۰)

ہائے جانب داری تیرا ستیاناس! کیا ہندو کے لڑکے کو ابن بغا (نسل بدکاراں) کہہ سکتے ہیں۔ اگر تم ہندوؤں کو نسل بدکاراں کہہ سکتے ہو تو ان کو تمہارے حق میں ایسا لکھنے سے کیا امر مانع ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور بے جا حمایت نہ کرو۔ میدان محشر میں یہ کچھ کام نہ آئے گا :

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوے
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(۴) ”مرزاغلام احمد قادیانی اپنے مخالفوں پر ناراضگی کا اظہار ان لفظوں میں فرماتے ہیں:

انّ العدیٰ صاروا خنازیر الفلا
نسائهم من دونهن الاکلب

”میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔“
(رسالہ نجم الہدیٰ ص۱۰ ، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

آغا تلوار میاں کن!

(۵) ”اپنے منکرین علماء اسلام چھوٹے اور بڑے سب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: ”اے بدذات فرقہ مولویاں۔اے یہودی خصلت مولویو۔“
(انجام آتھم ص ۲۱ ، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

مرزا قادیانی کے حسن خلق کا ظہور کسی مخالفت یا عداوت پر موقوف نہ تھا بلکہ جدھر نظر عنایت ہوتی اسی کو کوسنے لگ جاتے تھے۔ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کسی خاص شخص یا اشخاص سے ناراضگی کی وجہ سے بدگو ہیں مگر ایسا فرقہ یا شخص کوئی نہ ہوگا جو منصوص رسول کے حق میں بدزبان ہو۔ہاں! مرزا قادیانی اس میں بھی یکتا ہیں۔ چنانچہ آپ کے جواہر ریزے یوں ہیں۔

(۶) ”مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو ، شرابی ، نہ زاہد نہ عابد۔ نہ حق کا پرستار ، متکبر ، خودبین ، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳ ، ۲۴)

اور سنئے اور غور سے سنئے!

(۷) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔اس کا سبب

تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح حاشیہ ص ۶۵، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

ناظرین کرام! اس موقعہ پر ہم خاص اہل اسلام سے نہیں۔ بلکہ ہر انسان سے انسانیت کی اپیل کرتے ہیں کہ کیا یہ حسن اخلاق ہے کہ ایک شخص جس نے ہمیں کچھ کہا نہیں۔ نہ ہماری بدگوئی کا جواب دے سکتا ہے۔ اس کو ایسے لفظوں سے یاد کیا جائے :

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

غور سے سنئے!

(۸) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جناب مرزا قادیانی نے ہیجڑا بتایا ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں کی مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر ادھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی...... ! مسیح نے اپنے نقص تعلیم کی وجہ سے اپنے ملفوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھ دی مگر چونکہ طبعی تقاضا تھا۔ اس لئے یورپ اور عیسویت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے۔ اب تم خود انصاف سے دیکھ لو کہ گندی سیاہ بدکاری اور ملک کا ملک رنڈیوں کا ناپاک چکلہ بن جانا ہائیڈ پارکوں میں ہزاروں ہزار کا روز روشن میں کتوں اور کتیوں کی طرح اوپر تلے ہونا اور آخر اس ناجائز آزادی سے تنگ آکر آہ و فغاں کرنا اور بر سوں دیوثیوں اور سیاہ روئیوں کے مصائب جھیل کر اخیر میں مسودہ طلاق پاس کرانا۔ یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ کیا اس مقدس مطہر مزکی نبی امی ﷺ کی معاشرت کے اس نمونہ کا جس پر خباثت باطنی کی تحریک سے آپ معترض ہیں۔ یہ نتیجہ ہے اور ممالک اسلامیہ میں یہ

تعفن اور زہریلی ہوا پھیلی ہوئی ہے یا ایک سخت ناقص نالائق کتاب پولوسی انجیل کی مخالفت فطرت اور ادھوری تعلیم کا یہ اثر ہے۔" (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۸)

نوٹ : ناظرین ملاحظہ کریں کس جرات سے حضرت مسیح علیہ السلام کو ہیجڑا اور ناکارہ کہا ہے۔(الی اللہ المشتکی)

نمبر ۶' ۷' ۸ ان سب نمبروں کو مجیب نے یکجا کر کے گلے سے اتار دیا ہے۔ سب کے جواب میں ایک ہی لفظ کافی جانا ہے کہ :"ہر سہ حوالجات عیسائیوں کے مسلمات اور ان کی کتب سے اخذ کردہ نتائج ہیں۔"(ص ۱۴۸)

ناظرین کرام! اس بیچارگی کی مثال بھی کہیں ملے گی کہ مجیب خود تجلیات رحمانیہ کے ص ۳۰ پر کہہ آیا ہے کہ :"یسوع اس حیثیت کا مظہر ہے جو عیسائیت پیش کرتی ہے اور مسیح اس حیثیت کی نمائندگی کرتا ہے جو اسلام نے پیش کی ہے۔"(ص ۳۰)

ناظرین کرام! پس دیکھ لیجئے کہ مرزا قادیانی نے مسیح کو مسیح کے نام سے یاد کیا ہے یا یسوع کے نام سے۔ ایک دفعہ اس کفریہ عبارت کو پھر پڑھ دیجئے یا سن لیجئے :

"مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ' پیو' شرابی' نہ زاہد' نہ عابد..........الخ۔"

علاوہ اس کے ہم پوچھتے ہیں یہ کس عیسائی کا مسلمہ ہے کہ : مسیح کھاؤ' پیو' شرابی' کبابی' نہ زاہد نہ عابد تھا۔"

مسیحی ممبرو! کیا قادیانی مجیب سچ کہتا ہے ؟ :

تمہیں تقصیر اس مت کی جو ہے میری خطا لگتی
ارے لوگو! ذرہ انصاف سے کہیو خدا لگتی

حقیقت یہ ہے کہ ایک غلطی کو ثابت کرنے کے لئے آدمی بہت سی غلطیاں کر جاتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ مرزا قادیانی کی بے بس طبیعت سے ایسے مکروہ اور ناشائستہ

الفاظ نکل گئے۔ اب یہ لوگ ان کی اصلاح کرنے بیٹھیں تو یہی جواب ملے گا:

"لن یصلح العطار ما افسدالدھر۰"

الحمد للہ! ہم جواب الجواب سے فارغ ہو گئے۔ فللہ الحمد!

ناظرین کرام! یہ نمونہ ہے مرزا قادیانی کے حسن اخلاق کا جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں۔ وہ ہمارا رسالہ "ہندوستان کے دوریفارمر" ملاحظہ کریں۔ جس میں سوامی دیانند اور مرزا قادیانی کے اخلاق حسنہ مساوی دکھائے گئے ہیں۔

نوٹ: یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی کے مخالفوں نے بھی مرزا قادیانی کے حق میں سخت وست الفاظ لکھے مگر ان کا ایسا لکھنا مرزا قادیانی کے لکھنے کو جائز نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی منجانب اللہ مصلح بن کر آئے تھے اور لوگوں کی یہ حیثیت نہیں۔ بیمار کی ریس طبیب کرے تو طبیب نہیں۔ علاوہ اس کے دنیا میں موجودہ لوگوں نے تو جو کہا وہ سنا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرزا قادیانی کو کچھ نہیں کہا تھا۔ ان پر کیوں ایسے تیر پھینکے! کیا اس لئے کہ ان کو اپنا رقیب جانتے تھے؟۔

انصاف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی یا کسی اور صاحب کی ساری عمر کی نیکی ایک پلڑے میں اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے حق میں مرقومہ بدگوئی دوسرے پلڑے میں رکھی جائے گی تو یہ دوسرا پلڑا بحکم شریعت بہت جھکنے والا ثابت ہوگا۔

عذر بارد: حسن عقیدت کی ایک چیز ہے۔ بعض اوقات حق وباطل میں امتیاز کرنے کا ملکہ چھین لیتی ہے۔ مرزا قادیانی کے معتقد کہا کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب نے اس عیسیٰ مسیح کو برا نہیں کہا جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بلکہ اس کو کہا ہے جس کی نسبت عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اپنی الوہیت اور تثلیث کی تعلیم دے گئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے جو حوالے نقل کئے ہیں۔ ان میں تین لفظ خاص قابل غور ہیں۔ عیسیٰ، مسیح اور علیہ السلام یہ تینوں اسلامی اصطلاح کے لفظ ہیں۔ انہی ناموں

سے برا کہا گیا۔ علاوہ اس کے قرآن مجید میں یہ بھی ایک اخلاقی سبق ہے :

"لا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدواً بغیر علم ۔ الانعام ۱۰۸" یعنی جن لوگوں کو غیر مسلم پکارتے ہیں تم مسلم لوگ ان کو برا نہ کہا کرو۔ ورنہ ضد اور جہالت سے وہ خدا کو برا کہیں گے۔"

فرض کر لیں کہ مرزا قادیانی نے عیسیٰ مسیح مسلمہ اسلام رسول کو برا نہیں کہا بلکہ عیسائیوں کے مصنوعی معبود کو برا کہا ہے تو بھی بحکم آیت مرقومہ ناجائز فعل ہے۔

ناظرین کرام! مرزا قادیانی کو مصلح سمجھ کر اخلاق میں ان کی ریس کرنے کا خیال نہ کریں۔ بلکہ قرآن مجید کے احکام کی تعمیل کریں اور اس بات کا خیال رکھیں جو استاد صاحب مرحوم نے کہا ہے :

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسا کہے ویسی سنے

التماس! امید ہے ناظرین اس رسالہ کو خود دیکھ کر مرزا قادیانی کے اتباع کو ضرور دکھائیں گے اور ہر ایک حوالہ کا جواب ان سے طلب کریں گے۔ والله الموفق!

ابو الوفاء ثناء اللہ امر تسری (ملقب بہ فاتح قادیان)

چورن کا اشتہار... قابل ملاحظہ اخبار

چورن فروشوں کا دستور ہے کہ بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنے چورن کی بابت ایسا پر زور اعلان کرتے ہیں کہ ساری بیماریوں کی شفا اسی میں بتا دیتے ہیں۔ امت مرزائیہ کی بھی یہی عادت ہے۔ کوئی کیسی ہی زٹل تحریر جو ہمارے جواب میں نکلے۔ بس اس کی تعریف کرتے ہوئے چورن فروشوں کو مات کر دیں گے۔ اسی کتاب (تجلیات رحمانیہ) کی بابت جس کے جواب سے ہم فارغ ہوئے ہیں۔ خلیفہ قادیانی نے بھی بڑی تعریف کی (الفضل ۴ جنوری ۱۹۳۲ء ص ۵) اس کے بعد دیگر چورن فروشوں نے تو کمال ہی کر دیا۔

چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

"مولوی اللہ دتہ قادیانی نے ایسے پختہ اور قوی دلائل دیئے ہیں جو مولوی ثناء اللہ کی پھکڑ بازیوں کو جو ان کی تمام تحریرات میں حضرت مسیح موعود کے بر خلاف ملتی ہیں۔ اس طرح تار عنکبوت کی طرح بکھیر کر رکھ دیا ہے جس کا جواب مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ سے اب تک نہ بنا ہے نہ بنائے بنے گا۔ اگرچہ ان کے دوسرے مددگار روح الخبث اور کج رفتار بھی کیوں نہ مولوی صاحب کی پیٹھ ٹھونکیں : "لوکان بعضنا لبعضه ظهيراً ." اور بارہ دلائل مولوی اللہ دتہ قادیانی کی طرف سے ایسے دیئے گئے ہیں جن کی طرف مولوی صاحب نے رخ تک نہیں کیا۔ کیا یہ ان کی عاجزی کا ثبوت نہیں ہے۔ اگر نہیں تو ذرہ ان کا نمبروار جواب تو دے کر دکھائیں۔دیدہ بائد!

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(فاروق ۲۸ مارچ ۳۲ء ص ۸)

جواب : ناظرین! اس چورنی اشتہار کی صداقت کتاب اور جواب کتاب سے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہمارا تو عقیدہ ہے۔ قادیانی اور جواب ؟۔

ضد ان مفترقان ای تفرق

(ابوالوفاء)

کیسا تصرف الٰہی دیکھئے

چونکہ غرض فاسد کے لئے آیت بے موقع لکھی ہے اس لئے تصرف الٰہی سے صحیح لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ صحیح یوں ہے :" ولو كان بعضهم لبعض ظهيراً ." جو لکھا ہے آیت تو کجا عربی عبارت بھی صحیح نہیں۔ (مصنف)